بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

تسکین الاتقیاء فی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام

مرتبہ

محمد مکی عفی عنہ



شائع کردہ

جامعہ امدادیہ حبیب المدارس

حبیب آباد، پاکیوالی، علی پور ضلع مظفر گڑھ

☎ 066-2359314-15



وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلّون (الحدیث)

تسکین الاتقیاء فی حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات مبارکہ و سماع فی القبر کے مسئلہ مسلمہ و غیر مختلف فیہ کو قرآن کریم، احادیث صحیحہ و حضرات مفسرینؒ و محدثینؒ و ائمہ مجتہدینؒ و سلف صالحینؒ و جمہور امّت کی واضح عبارات سے مُبرہن کیا گیا ہے۔

نیز علماء متقدمینؒ و متاخرینؒ کی تحقیق عمیق سے اس اجماعی مسئلہ کو غیر متنازع فیہ اور متفق علیہ ثابت کر کے ان افتراء پردازوں کا مسکت و دندان شکن جواب دیا گیا ہے جو اس مسلکِ صحیح و جمہور امت کو خوارج و معتزلہ اور روافض کے اشارے پر مختلف فیہ بنانے کی ناکام کوششوں میں دن رات منہمک ہیں۔

وَاللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

مقدمہ

برادرانِ اسلام! دورِ نبویؐ سے لے کر آج تک یہودیت و عیسائیت ـــــ مذہب اسلام کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے عزم کی تکمیل میں مختلف حربے استعمال کر رہی ہے چنانچہ ان کا مذموم ترین حربہ مذہب اسلام کی ان بنیادوں کو شکوک و شبہات اور عدم اعتماد سے کھوکھلا کرنا ہے جن پر عمارتِ دین استوار ہے۔

بنابریں انہوں نے اس عزم خبیث کو پروان چڑھانے میں کبھی تو شرک و بدعات و رسومات قبیحہ کے وہ بدتمیز طوفان کھڑے کئے کہ مشرکین مکہ کا شرک و الحاد بھی شرم سے منہ چھپاتے رہ گیا۔ اور کبھی حقانیتِ قرآن اس کے بھینٹ چڑھی، کبھی عصمتِ نبوت و ختمِ نبوت کی ردائے مطہرہ کو تار تار کیا اور کبھی یہ فتنہ انکارِ حدیث کے روپ میں سامنے آیا، کبھی معیارِ حقانیت صحابۂ کرامؓ کی تکذیب کا ذمہ لئے ہوئے کھڑا ہوا اور کبھی سلف صالحینؒ و اجماعِ اُمت کے خلاف سازشوں کے جال بچھائے ـــــ غرضیکہ جن جن ستونوں پر عمارت دین محمدیؐ کی مدار ہے انہی انہی ستونوں میں اِس دجل و فریب و خُبثِ باطنی کے ساتھ رخنہ اندازی شروع کی کہ دنیائے انسانیت انگشت بدنداں ہے۔

چنانچہ دورِ حاضر میں دیگر فتن کے علاوہ ایک خبیث ترین فتنہ عصمتِ نبوتؐ، مقامِ نبوتؐ، خصائصِ نبوتؐ اور حیاتِ نبوتؐ پر دست درازیوں کا

ہے۔ جس میں بڑھ چڑھ کر حصہ ان یہودیت نواز ملاؤں نے لیا جو خود کو اہلِ قرآن سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور آیاتِ قرآنیہ کی توضیح و تشریح میں مفسّرین صحابۂ کرامؓ و تابعینؒ و تبع تابعینؒ و ائمہ مجتہدینؒ و سلف صالحینؒ اور اجماعِ امّت سے انحراف کرتے ہوئے عقلی و تخمینی ڈھکوسلوں سے کرنے میں پوری قوت صرف کر رہے ہیں۔ اور عوام الناس کو دام تزویر میں پھنسانے اور ان کے مُنہ میں مٹی ڈالنے کے لئے قرآن قرآن کا نعرہ لگاکر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (معاذاللہ) وہ تحقیر و تذلیل اور تکذیب و تکفیر کی جارہی ہے کہ جس کی اَزمنہ سابقہ میں تمثیل ملنی ناممکن ہے۔

بنابریں آج غسل و وضو تک کے فرائض و سُنن سے عدم واقفیت رکھنے والے جُہلاء احادیث نبویّہ کی تنکیر و تردید میں لمحہ بھر بھی تامّل نہیں کرتے اور یہودیت نواز رافضیّت کے پروردہ مُلّاؤں کی رنگینی گفتار میں سلف صالحینؒ و اکابرینِ اُمّتؒ (جن کی زندگیاں قرآن و سُنّت کی عدیم المثال خدمات میں صرف ہوئیں) کو مشرک و کافر تک کہنے میں دریغ نہیں کرتے۔

برادرانِ اسلام! چنانچہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کا انکار بھی انہی یہودی و معتزلی سازشوں کا شاخسانہ ہے جو کہ ۴۲۵ھ ہجری میں اعتزال و رافضیّت کے علمبردار بیکندری نے وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جسد جمادی کی تمہید سے انتفائے نبوّت کا عقیدہ اختیار کیا۔ اس کا یہ اعتقاد تھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اطہر روضۂ اقدس میں محض بے حس و بے شعور و بے جان ہے (معاذاللہ) ——— اس نے اس نظریہ خبیثہ کو انعزال نبوّت (یعنی آپؐ وفات شریفہ کے بعد مُردہ اور بے جان ہیں (معاذاللہ) بنابریں آپؐ اب حقیقتاً رسول نہیں رہے) کے لئے ایک سیڑھی بنایا۔

چنانچہ اس ملحدانہ و زندیقانہ نظریہ کے ابطال کی طرف اہلِ حق متوجہ ہوئے جن میں سے اس وقت کے امام حدیث علامہ احمد بن الحسین البیہقیؒ (المتوفی ۴۵۸ھ) اور امام ابو القاسم عبد الکریم القشیریؒ اور دیگر محدثین کرامؒ نے نہایت ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کیا اور اس نظریۂ خبیثہ کی جڑ اکھیڑ کر رکھ دی اور واضح فرمایا کہ قرآن و سنّت کا صحیح استدلال کیا ہے۔ امام بیہقیؒ کی تالیف عجیب "حیات الانبیاء علیہم السلام" اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

آج بھی یہودیت و رافضیت کے اشارہ پر ان کے پروردہ اس نظریہ کو پھیلانے میں اور امتِ اسلامیہ کو ایک عمیق سازش کے تحت تباہ و برباد کرنے میں مگن ہیں اور محبوبِ دو عالم صاحبِ حیات فی القبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں وہ زبان درازیاں شروع کر رکھی ہیں (معاذ اللہ) کہ زبان قلم میں سکتِ بیان نہیں۔ علاوہ ازیں صحابۂ کرامؓ و جمہور محدثینؒ و مفسرینؒ و اکابرینِ امتؒ اسلامیہ کے بارے میں زبانی اور تحریری طور پر وہ یاوہ گوئی اور حرزہ سرائی کی جا رہی ہے کہ الامان والحفیظ۔

بنابریں اس طائفہ رذیلہ کے چند نظریات باطلہ و زبان درازیوں کو انہیں کی عبارات سے مترشح کیا جاتا ہے اور مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ان کی چند مذموم حرکات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

چنانچہ کبھی سادات حضرات انبیاء علیہم السلام کو ادائیگیٔ فریضۂ رسالت میں (معاذ اللہ) کوتاہیاں کرنے والے ثابت کیا جاتا ہے اور کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) غلطیاں اور غلطوڑ کرنے والے بتایا جاتا ہے کبھی سیدنا آدم علیہ السلام کو معاذ اللہ ظالم اور سیدنا موسیٰؑ کو (معاذ اللہ) ڈکٹیٹر اور جلد باز کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور کبھی نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو جوشِ خطابت میں معاذ اللہ ڈاکیا سے تشبیہ دی جاتی ہے کبھی لفظ نبیّ الامّی کا معنیٰ (معاذ اللہ) جاہل و اجہل کرنے سے حیا نہیں آتی۔ کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر روضۂ اقدس پر حاضری کے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں کو انگوٹھے دکھا کر کہا جاتا ہے کہ آپ معاذ اللہ یہ سنتے ہیں۔ اور کبھی حدیث نبویؐ لا تجعلوا قبری عیداً کا معنیٰ یہ کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر پر نہ آنا معاذ اللہ۔ کبھی سیدنا عمرؓ کو (معاذ اللہ) بدعتی تک کہہ کر معتزلی ذہن کو تسکین دی جاتی ہے اور کبھی خلافت نبوّت میں اوّلیت کو عدم فضیلت کی چیز کہہ کر اس کا مستحق چوڑھے چمار کٹانا اور مُصلّی کو قرار دے کر رافضیت نوازی کو مستحکم کیا جاتا ہے۔

کبھی گنبدِ خضراء کو ریاض الجنّۃ سے خارج کہہ کر اور کبھی سیدنا موسیٰؑ کے قبر میں نماز پڑھنے کو بے جان کنکریوں کے بولنے اور کھجور کے مُردہ تنے کے رونے سے تشبیہ دے کر حضرات انبیاء علیہم السلام کے تشخص کو مجروح کیا جاتا ہے اور کبھی رفع سیدنا عیسیٰؑ کو اور واقعۂ معراج جسمانی کو بناوٹی و غیر صحیح کہہ کر اپنے مرزائیت اور عیسائیت نواز ہونے کو تقویت پہنچائی جاتی ہے۔

کبھی سیدنا ابو ہریرہؓ جیسے جلیل القدر تلمیذ نبوّت کو (معاذ اللہ) غیر معروف۔ بالعدالۃ والفقہ صحابی ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے اور کبھی (معاذ اللہ) حضرت اقرع بن حابسؓ اور دیگر قبیلہ بنو تمیم کے اصحابِ نبوت کو اُلّو کے پٹھے اور جھری بلّے اور گورنے والے کہہ کر اپنے رافضی ایمان کو ترقی دی جاتی ہے۔ اور کبھی سیدنا موسیٰؑ کے صحابہ کو (معاذ اللہ) نامراد کہہ کر

اپنی نامرادی کا ثبوت دیا جاتا ہے۔

کبھی علامہ ابن کثیرؒ جیسے عظیم المرتبت مفسّر کو زیادہ باپوں والا کہہ کر اور کبھی بخاری شریف جیسی صحیح کتاب کو پوتھیاں اور زٹلیات سے تعبیر کر کے اپنے نمک حرامی ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے۔

کبھی جمہور امت کو معاذ اللہ زنبور کہہ کر اور قائلینِ سماع صلوٰۃ و سلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر و مشرک و ملحد لکھ کر اور کبھی استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائلین کو جنگلی اور امام بیہقیؒ و دیگر جلیل القدر محدثین کرامؒ جیسی شخصیات کو مشرک کہہ کر اپنی صفتِ ارتداد کو نمایاں کیا جاتا ہے۔

کبھی احادیث نبویہ کو (معاذ اللہ) مخالفِ قرآن کہہ کر بھگانے کا اعلان کیا جاتا ہے اور کبھی زیارت نبویؐ کو (معاذ اللہ) کِذب و افتراء کے پلڑے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ کبھی عذابِ قبر کا انکار کر کے اور کبھی اثبات عذاب القبر پر مشتمل احادیث صحیحہ کو (معاذ اللہ) موجبِ شرک وردی کی ٹوکری میں ڈالنے کا پروگرام بنا کر اپنے اعتزال و خوارجیت کو مبرہن کیا جاتا ہے۔ اور کبھی احادیث نبویہ سے مسائل شرعیہ و عقائد ایمانیہ کے استدلال کو معاذ اللہ کانٹوں پر ہاتھ مارنے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

الغرض جمیع شعائر دینیہ کو تضحیک و تمسخر و تنکیر و تردید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

برادرانِ اسلام ! اِن کفریہ و ملحدانہ زبان درازیوں کے باوجود اہلِ ایمان افراد کا اُن کی محافل میں شرکت کرنا اور اِن خبثاء سے متعلق رہنا دینی بے غیرتی و بے حمیتی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

؎ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

چنانچہ یہ عریضہ بھی دفاعِ عصمت وخصائص انبیاء علیہم السلام کا ایک حصہ ہے۔ جس میں مسئلہ حیات الانبیاء علیہم السلام فی القبر کو قرآن وسنت وسلف صالحینؒ و اکابرین علماءِ امت اسلامیہ کی تحقیق عمیق و اجماع اُمت مُسلمہ کی روشنی میں مدون و مرتب کیا گیا ہے۔

اللھم تقبلہ منی بوسیلۃ نبیك وحبیبك
سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آمین

ابن حبیب عفی عنہ



الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی
سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین امابعد

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام
قرآن کریم کی روشنی میں

برادرانِ اسلام ! اولاً ان آیات کریمہ کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے اکابرینِ امت اسلامیہ نے حیات انبیاء علیہم السلام کے عقیدہ صحیحہ کا استدلال کیا ہے اور ان آیات مقدسہ کے معانی و توضیحات کو متقدمین ومتاخرین حضرات مفسرینؒ کی تفسیری نکات سے مترشح کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۱ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ :- اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں اُن کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ مُردے ہیں بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے۔ (بیان القرآن۔ حضرت تھانویؒ)

آیت نمبر ۲ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

ترجمہ :۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیئے گئے اُن کو مُردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں اُن کو رزق بھی ملتا ہے۔ (بیان القرآن۔ حضرت تھانویؒ)

توضیحات

① حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں :۔

"اور وہ یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعد موتِ ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اِس عالم کے احکام میں ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج احیاء کے اُن کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا پس اس حیات میں قوی تر حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔" (بیان القرآن ص۴۳۹ ج۱ ، معارف القرآن ص۳۹۷ ج۱ ، تفسیر ماجدی ص۵۹ ج۱)

---

② علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں :۔

"میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ یہ حیات شہداء ہی کو عطا نہیں ہوئی بلکہ آثار و احکام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام میں یہ حیات سب سے زیادہ ہے جس کا اثر خارج میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے آپؐ کی وفات کے بعد نکاح جائز نہیں۔

(تفسیر مظہری ص۲۶۲ ج۱)

(۳) علامہ شوکانیؒ صاحب تفسیر فتح القدیر فرماتے ہیں :۔

"وقد ورد النص فی کتاب اللہ فی حق الشہداء انہم احیاء یرزقون وان الحیاۃ فیہم متعلقۃ بالجسد فکیف بالانبیاء والمرسلین وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورہم رواہ المنذری وصححہ البیہقی" وفی صحیح مسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مررت بموسیٰ لیلۃً اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہٖ" انتہیٰ (نیل الاوطار ص۲۶۳ ج ۲ طبع مصر)

ترجمہ :۔ قرآن کریم کی صریح آیات شہداء کی حیات کے متعلق وارد ہیں کہ وہ زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور اُن کی حیات جسم سے متعلق ہے تو حضرات انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی حیات جسم سے کیوں متعلق نہ ہوگی اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ امام منذریؒ نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات سُرخ ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

---

(۴) علامہ شوکانیؒ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :۔

"انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہٖ بعد موتہ کما فی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورہم وقد صححہ البیہقی" والف فی ذالک جزءًا قال الاستاذ ابو منصور البغدادیؒ قال المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حی بعد وفاتہٖ

انتهیٰ ویؤید ذالک ما ثبت ان الشھداء احیاء یرزقون فی قبورھم والنبی صلے اللہ علیہ وسلم منھم۔ (نیل الاوطار ص۱۰۱ ج۵ طبع مصر)

ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس مسئلہ میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ استاذ ابو منصور البغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں محقق متکلمین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں ان کا بیان ختم ہوا اور اس کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور قبروں میں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہیں۔

---

(۵) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں :-

واذا ثبت انھم احیاء من حیث النقل فانہ یقویہ من حیث النظر کون الشھداء احیاء بنص القراٰن والانبیاء افضل من الشھداء۔ (فتح الباری شرح بخاری ص۳۷۹ ج ۶)

ترجمہ :- اور جب نقل کے لحاظ سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہے تو دلیل عقلی اور قیاس بھی اس کی تائید کرتا ہے اور یہ کہ شہداء نصِ قرآن کے رو سے زندہ ہیں اور حضرات انبیاء کرام تو شہداء سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ (تو بطریق اولیٰ ان کو حیات حاصل ہوگی)۔

تمام اہلِ اسلام اس امر پہ متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر اور برزخ میں حیات حضرات شہداء کی حیات سے اعلیٰ و ارفع ہے اور جب شہداء کی زندگی نص قرآنی سے ثابت ہے اور اس میں کوئی شبہ

نہیں تو حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث انسؓ کی رو سے اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا بلند مقام بھی مرحمت فرمایا ہے اور قرآن کریم میں شہداء کی جو زندگی اور حیات منصوص ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ہے نصِ قرآنی اور صحیح حدیث کو ملانے کے بعد حضرت انسؓ کی مذکور حدیث کے علاوہ یہ ایک الگ اور جدا دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور یہ محض قیاسی فقہی اور نظری دلیل ہی نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ کے حوالہ سے پہلے عرض کیا گیا ہے بلکہ اس روایت کی رو سے آپؐ کی شہادت بھی منصوص ہے اور نص قرآنی سے شہداء کی حیات بھی منصوص ہے۔

---

(۶) محدث شہیر امام بیہقیؒ فرماتے ہیں :۔

"ان اللہ جل ثناءہ رد الی الانبیاء ارواحھم فھم احیاء عند ربھم کالشھداء" (حیات الانبیاء ص۱۴ ، وفاء الوفاء ص۴۰۵ ج ۲)

ترجمہ :۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے ارواح ان کی طرف لوٹا دیئے ہیں سو وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

---

(۷) علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں :۔

"لاشک فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ وکذا سائر الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام احیاء فی قبورھم حیاۃ اکمل من حیاۃ الشھداء التی اخبر اللہ بھا فی کتابہ العزیز" (وفاء الوفاء ص۴۰۵ ج۲)

ترجمہ :۔ وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کوئی شک

نہیں اور اسی طرح باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ حیات شہداء کی اس حیات سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے بڑھ کر ہے۔

---

(۸) علامہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ فرماتے ہیں :۔

" وھی فوق حیٰوۃ الشھداء بکثیر وحیٰوۃ نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم اکمل واتم من حیٰوۃ سائرھم علیھم السلام الی ان قال ان تلک الحیٰوۃ فی القبر وان کانت یترتب علیھا بعض مایترتب علی الحیٰوۃ فی الدنیا المعروفۃ لنا من الصلوٰۃ والاذان و الاقامۃ ورد السلام المسموع ونحو ذالک الا انھا لا یترتب علیھا کل ما یمکن ان یترتب علی تلک الحیٰوۃ المعروفۃ "

(روح المعانی ص۳۶ ج ۲۲)

ترجمہ :۔ اور یہ حیات شہداء کی حیات سے بہت اونچی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تو تمام انبیاء علیہم السلام سے اکمل واتم ہے (پھر آگے فرمایا) اس قبر کی زندگی پر اگرچہ بعض وہ امور مترتب ہوتے ہیں جو ہماری دنیا کی معروف زندگی پر مترتب ہوتے ہیں مثلاً نماز، اذان، اقامت اور سنے ہوئے سلام کا جواب لوٹانا اور اسی طرح کے کئی امور مگر اس پر وہ سب امور مترتب نہیں ہوتے جو دنیا کی معروف زندگی پر مترتب ہوتے ہیں۔

---

(۹) امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیریؒ (المتوفی ۴۶۵ھ) فرماتے ہیں :۔

وعندھم محمد صلوات اللہ علیہ حی فی قبرہ قال اللہ تعالیٰ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ فاخبر سبحانه ان الشهداء احياء عند ربهم فالانبياء اولیٰ بذالك لتقاصر رتبته الكافة عن درجة النبوة ۔

(الرسائل القشيرية ص۱ طبع كراچی)

ترجمہ :۔ اور ان (امام ابوالحسن اشعریؒ) کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور ہرگز ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیے گئے یہ خیال نہ کرنا کہ وہ مُردہ ہیں بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اس ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ شہداء زندہ ہیں، جب شہداء زندہ ہیں تو حضرات انبیاء علیہم السلام بطریق اولیٰ زندہ ہیں کیونکہ سب کا رُتبہ نبوت کے رُتبہ سے قاصر ہے۔

---

(۱۰) عقیدۃ السفارینی میں ہے :۔

"ان الموت ليس لعدم محض وانما هو انتقال من حال الى حال ويدل على ذالك ان الشهداء بعد موتهم وقتلهم احياء عند ربهم يرزقون فرحين وهذا صفة الاحياء فى الدنيا واذا كان هذا فى الشهداء كان الانبياء عليهم السلام بذالك احق واولىٰ" (عقيدة السفارينى ص۳۹ ج ۲)

ترجمہ :۔ حقیقت یہ ہے کہ موت عدم محض نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کا نام ہے اور اس پر شہداء کا وجود دلالت کرتا ہے کہ شہدائے کرام اپنی موت و قتل کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنے

رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں اور خوش ہیں اور یہ دنیوی زندگی کے اوصاف ہیں اور جب یہ اوصاف شہداء کرام میں پائے جاتے ہیں تو حضرات انبیاء علیہم السلام میں بدرجہ اولیٰ پائے جاتے ہیں۔

---

(١١) شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ فرماتے ہیں :-

والذی نعتقد ان رتبته نبینا صلے اللہ علیه وسلم اعلیٰ مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانه صلے اللہ علیه وسلم حی فی قبرہ حیٰوۃ مستقرۃ ابلغ من حیاۃ الشھداء المنصوص علیها فی التنزیل اذ هو افضل منهم بلا ریب وانه صلے اللہ علیه وسلم یسمع من یسلم علیه"

(اتحاف النبلاء ص۴۱۵ مطبوعہ کانپور)

ترجمہ :- ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ہے اور یہ کہ آپؐ اپنی قبر مبارک میں دائمی طور پر زندہ ہیں اور آپؐ کی یہ حیات شہداء کی حیات سے جو قرآن پاک میں منصوص ہے بہت بالا ہے کیونکہ آپؐ ان سے بلا ریب افضل ہیں۔ اور آپ اپنے روضۂ اطہر میں سلام عرض کرنے والوں کے سلام کو خود سنتے ہیں۔

آیت نمبر ۳ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا الخ

ترجمہ:۔ اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجئے۔ (بیان القرآن ۔ از حضرت تھانویؒ)

توضیحات

① علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں:۔

"قال الزهری سعید بن جبیر و ابن زید ان جبرئیل قال ذالك للنبی صلی الله علیه وسلم لما اسری به فالمراد سوال الانبیاءؑ فی ذالك الوقت عند ملاقاته لهم"

(فتح القدیر للشوکانیؒ ص۵۵۷، ج ۴، طبع بیروت)

ترجمہ:۔ امام زہریؒ و سعید بن جبیرؒ و ابن زیدؒ فرماتے ہیں کہ شبِ معراج حضرت جبرئیلؑ نے آپ سے عرض کیا کہ انبیاء علیہم السلام سے سوال فرماویں اس سے مراد یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے اُن کی ملاقات کے وقت سوال کرنے کو کہا۔

---

② مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں:۔

"عن ابن عباسؓ قال لما اسری بالنبی صلی الله علیه وسلم بعث الله آدم و اولادہ من المرسلین الی ان قال جبرائیل تقدم یا محمدؐ فصلّ بهم فلما فرغ من الصلوٰۃ قال جبرائیل سل یا محمدؐ من ارسلنا الخ (تفسیر مظہری ص۳۵۳)

ترجمہ :۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو معراج سے مشرف فرمایا تو حضرت آدمؑ اور اُن کی اولاد کے جمیع حضرات انبیاء علیہم السلام کو اٹھایا حتیٰ کہ جبریل امینؑ نے عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھیے اور انہیں نماز پڑھائیے تو جب نماز سے فارغ ہوئے تو جبریل امینؑ نے عرض کیا کہ اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سوال فرمائیے۔

---

(۳) علامہ ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں :۔

"وقال عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم واسئلھم لیلۃ الاسریٰ فان الانبیاء علیھم السلام جمعوا لہ" (تفسیر ابن کثیر ص۱۲۹ ج۴)

ترجمہ :۔ حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ آپؐ نے حضرات انبیاء علیہم السلام سے شب معراج سوال فرمایا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو آپؐ کے لئے جمع فرمایا گیا تھا۔

---

(۴) علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں :۔

"ولیؤیدہ حدیث عبد الرحمٰن بن ھاشم عن انسؓ ففیہ وبعث لہ آدمؑ ومن دونہ من الانبیاء علیھم السلام"

(فتح الباری ص۱۴۷ ج ۷)

ترجمہ :۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا روح مع الجسد حاضر ہونے کی تائید اُس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت انسؓ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سیدنا آدمؑ اور دیگر انبیاء کو اٹھا کر

حاضر کیا گیا۔

---

⑤ محدث کبیر حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:۔

"ومما یؤید تشکل الانبیاءؑ وتصورهم علی وجه الجمع بین اجسادهم وارواحهم قوله صلی الله علیه وسلم فاذا موسیٰؑ قائم یصلی فی قبره فان حقیقة الصلوٰة وهی الاتیان بالافعال المختلفة انما تکون للاشباح لا للارواح"

(مرقاة ص۱۵۵ ج۱۱)

ترجمہ :۔ حضرات انبیاء علیہ السلام کے شب معراج روح مع الجسد حاضر ہونے کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کرتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے پس نماز کی حقیقت مختلف اعمال کا بجالانا ہے اور ان کا بجالانا جسموں کا کام ہے صرف روح کا نہیں۔

---

⑥ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری مزید فرماتے ہیں :۔

انه صلی الله علیه وسلم رایٰ موسیٰؑ قائم یصلی فی قبره ثم عرج به هو من ذکر من الانبیاءؑ الی السمٰوٰت فلقیهم النبی صلی الله علیه وسلم ثم اجتمعوا فی بیت المقدس فحضرت الصلوٰة فامهم نبینا صلی الله علیه وسلم قال وصلوٰتهم فی اوقات مختلفة وفی اماکن مختلفة لا یرده العقل وقد ثبت به النقل فدل ذالك علی

حیاتھم" (فتح الباری ص۳۱۲ ج۶)

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا۔ پھر دورانِ معراج آپؐ کو حضرات انبیاءؑ کا ملنا پھر ان کا بیت المقدس میں جمع ہونا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو امامت کرانا اور ان کا مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں ہونا عقلاً صحیح اور نقلاً ثابت ہے اور یہ چیز حضرات انبیاءؑ کی حیات پر دلالت کرتی ہے۔

---

(۷) امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:۔

"کہ آیت کی صحیح تفسیر یہی ہے کہ آیت کو اس کے ظاہری معانی پر رکھا جائے اور ملاقات روح مع الجسم سے ہوئی صرف ارواح سے نہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جو نماز پڑھی وہ روح مع الجسم تھی۔" (تفسیر قرطبی ص۹۴ ج۱۰)

---

(۸) حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے انبیاء کی سات صفیں تھیں تین صفیں رسولوںؑ کی اور چار صفیں نبیوں کی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کے ٹھیک پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے تھے۔ اور ان کے دائیں جانب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بائیں جانب حضرت اسحٰق علیہ السلام تھے پھر باقی رسول تھے آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے وحی کی ہے کہ میں آپ حضراتؑ سے توحید کے متعلق سوال کروں۔" (تفسیر جمل)

⑨ تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر جلالین، تفسیر در منثور، تفسیر کرخی، تفسیر کشاف (زمخشری) تفسیر مدارک التنزیل، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی وغیرہم تفاسیر میں اس آیت مبارکہ کے تحت یہی مرقوم ہے کہ اس کا مقام نزول شبِ معراج بیت المقدس ہے جس میں جمیع حضرات انبیاء علیہم السلام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمع کیا گیا اور آپؐ نے ان کو نماز پڑھائی اور اس موقع پر انبیاء علیہم السلام روح مع الجسم جمع ہوئے تھے۔

آیت نمبر ۴ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ۔

ترجمہ :۔ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی سو آپؐ ان کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے۔

توضیحات

① علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں :۔

"قال المفسرون وعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ سیلقی موسیٰؑ قبل ان یموت ثم لقیہ فی السماء وفی بیت المقدس حین اُسریٰ بہ۔ (فتح القدیر ص۲۵۶ ج۴)

ترجمہ :۔ مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی ملاقات کا وعدہ فرمایا اور وہ آسمان پر بھی ہوئی اور بیت المقدس میں بھی جب آپؐ معراج پر تشریف لے گئے۔

(۲) علامہ آلوسی بغدادیؒ فرماتے ہیں:۔

"فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ واخرج الطبرانی وابن مردویہ بسند صحیح من ابن عباسؓ انہ قال فی الاٰیۃ ای من لقاء موسیٰؑ واخرج ابن ابی حاتم عن ابی العالیۃ انہ قال کذالك فقیل لہٗ اولقی علیہ السلام موسیٰؑ قال نعم الاتریٰ الیٰ قولہٖ تعالیٰ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا الخ واراد بذالك لقائہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ لیلۃ الاسریٰ کما ذکر فی الصحیحین و غیرھما وروی نحو ذالك عن قتادہ وجماعۃ من السلف"

(تفسیر روح المعانی ص۱۳۷ ج۲۱)

ترجمہ:۔ طبرانی اور ابن مردویہ نے سند صحیح سے ابن عباس سے روایت کی لقا سے مراد ہی ملاقات موسیٰؑ ہے۔ ابوالعالیہ سے پوچھا گیا کہ حضور اکرمؐ کی حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی؟ فرمایا ہاں ہوئی کیا تم نے نہیں دیکھا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا الخ سے مراد شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔ اسی طرح قتادہؒ اور ایک جماعت سلف صالحینؒ سے بھی مروی ہے۔

---

(۳) علامہ ابن کثیرؒ رقم فرماتے ہیں:۔

"قال قتادۃ حدثنی ابن عم نبیکم یعنی ابن عباسؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت لیلۃ اسری بی موسیٰ بن عمران رجلاً آدم طوالا و قال ابن عباسؓ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ

من لقائه انه قد رأی موسیٰ ؑ ولقی موسیٰ ؑ لیلۃ اسری بہٖ۔

(تفسیر ابن کثیر صـ۴۶۳ؔ ج ۳)

ترجمہ :۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شبِ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ وہ گندم گوں اور لمبے قد کے ہیں۔ نیز حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ آپؐ کی ملاقات شبِ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔

---

④ امام رازیؒ فرماتے ہیں :۔

"معناہ فلا تکن فی شك من لقاء موسیٰ ؑ فانك تراہ و ملقاہ" (تفسیر کبیر صـ۵۶۵)

ترجمہ :۔ یعنی یقیناً آپؐ انہیں دیکھیں گے اور ان سے ملیں گے۔

---

⑤ تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر قرطبی وغیرہ میں اس آیت کے تحت یہی مرقوم ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات میں شک نہ فرماویں اور شب معراج میں آپؐ کی سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

---

⑥ محدثِ کبیر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں :۔

"وکان قتادہ یفسرہا ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قد لقی موسیٰ ؑ ووافقہ علیہ جماعۃ وقد جمع البیہقیؒ کتابا لطیفا فی

حیاۃ الانبیاءؑ فی قبورھم واورد فیہ حدیث انسؓ "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" اخرجہ من طریق یحیٰی بن ابی کثیر وھو من رجال الصحیح عن المستلم بن سعید ـــــ وشاھد ھٰذا الحدیث ماثبت فی صحیح مسلم من روایۃ حماد بن سلمۃ عن ثابت عن انس رفعہ' مررت بموسیٰ لیلۃ اسریٰ بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہٖ"

ترجمہ :۔ حضرت قتادہؓ اور مفسرینِ کرامؒ کی ایک جماعت نے اس کی تفسیر یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔ پھر آگے فرمایا کہ امام بیہقیؒ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر کے بارے میں ایک عمدہ کتاب لکھی ہے اور اس میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اس حدیث کو انہوں نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیرؒ اور مستلم بن سعیدؒ سے روایت کیا ہے جو کہ صحیح مسلم کے رواۃ میں سے ہیں۔ اور اس حدیث کی شاہد وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم شریف میں حضرت حماد بن سلمہؒ کی روایت سے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں شبِ معراج موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے جو کہ ریت کے سرخ ٹیلے کے قریب واقع ہے گذرا اِس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

آیت نمبر ۵ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(الحجرات ۔

ترجمہ :۔ اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اور آپؐ کے سامنے بھی اس قدر آواز بلند نہ کیا کرو جیسے کہ ایک دوسرے کے سامنے کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں ۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو ۔

توضیحات

(۱) اکابرین اہلسنتؒ اور جمہور مفسرینؒ کا اجماع ہے کہ ورودِ وفات کے بعد بھی یہی حکمِ قرآنی روضۂ اطہر کے پاس کامل ادب و احترام ملحوظ رکھنے کا متقاضی ہے، مسجد نبویؐ کی حدود میں شرعی ضروریات کے علاوہ آواز ہمیشہ پست رہے ۔ (مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاءؑ صـــ۱۷)

---

(۲) شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں :۔

" اور قبر شریف کے پاس حاضر ہو وہاں بھی اِن آداب کو ملحوظ رکھے "

(تفسیر عثمانیؒ صـــ۶۶۹)

---

(۳) محدثِ اعظم حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ شارح ابوداؤد فرماتے ہیں :۔

" آں حضرت حیات ہیں لہذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیئے

مسجد نبویؐ کی حدود میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اُس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سُنتے ہیں " (تذکرۃ الخلیل ص۲۶)

---

(۴) قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ارشاد فرماتے ہیں:-
" اور بہت پکار کر نہ بولے۔ بلکہ آہستہ خضوع اور ادب سے بہ نرمی عرض کرے " السلام یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فلان بن فلان یستشفع بك الیٰ ربك " (زبدۃ المناسک ص۹۰)

---

(۵) محدّث شہیر حضرت ملا علی قاری المکی الحنفیؒ اپنی مشہور روزگار تصنیف "ارشاد الساری" میں "باب زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم" کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:-

" ثم توجہ مع رعایۃ غایۃ الادب فقام تجاہ الوجہ الشریف متواضعًا خاضعًا خاشعًا مع الذلۃ والانکسار والخشیۃ والوقار والھیبۃ والافتقار غاض الطرف مکفوف الجوارح فارغ القلب واضعًا یمینہ علیٰ شمالہ مستقبلًا الوجہ الکریم مستدبرًا للقبلۃ محترزًا عن اشغال النظر بما ھنالك من الزینۃ متمثلًا صورتہ الکریمہ فی خیالك مستشعرًا بانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم بحضورك وقیامك وسلامك مستحضرًا عظمتہ وجلالہ وشرفہ وقدرہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال مسلمًا مقتصدًا من غیر رفع صوت لقولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ولا اخفاء بحضور وحیاء۔
(ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری ص۳۳۸ طبع مصر)

ترجمہ:۔ پھر انتہائی ادب کے ساتھ چہرۂ اقدس کی طرف متوجہ ہو، تواضع، رسوائی، ذلت، انکساری، خوف اور سکون کے ساتھ اور ہیبت، محتاجی، نگاہوں کو پست کئے ہوئے، جوارحات کو حرکات سے بند رکھتے ہوئے۔ دل کو ہر بات سے اُس مقصود کے لئے فارغ کئے ہوئے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے چہرہ مکرم کی طرف منہ کئے ہوئے اور قبلہ مبارکہ کی طرف پشت کئے ہوئے اور وہاں کی آرائش و تزئین سے نگاہوں کو بچاتے ہوئے اور آپؐ کی صورت مبارکہ کا تصوّر لیے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ آپؐ تیری موجودگی و تیرے قیام اور تیرے سلام سے باخبر ہیں۔ اور آپؐ کی عظمت وجلالت بلندیٔ قدر کو ملحوظ رکھتے ہوئے پھر سلام پیش کرے میانہ روی سے اور آواز کو پست رکھتے ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اپنی آواز کو آپ کی آواز سے پست رکھو" اور بے شک جو لوگ بارگاہِ نبوت میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور نہ زیادہ اخفاء کے ساتھ اور حضورِ قلب اور حیاء کے ساتھ سلام عرض کرے۔

---

⑥ شیخ تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا **ابوبکر صدیق** رضی اللہ عنہ اور سیدنا **فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور جو شخص مسجد نبوی میں آواز بلند کرتا تو اس کو یہ فرماتے تھے۔

لقد اذیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ البتہ تحقیق تو نے (آواز بلند کر کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (قبر مبارک میں) ایذا پہنچائی ہے۔

(بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۱۹ ج ۳ از شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

نوٹ

برادرانِ اسلام! آپ نے آیات قرآنیہ اور حضرات مفسرینؒ کی بالاختصار تشریحات و توضیحات کو پڑھا جو کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ فی القبر کے اثبات میں پیش فرمائیں۔

کیا دورِ نبوی سے آج تک کے جمیع ادوار و طبقات کے جمیع حضرات مفسرینؒ صحیح مقاصد و مفاہیم قرآنیہ سے ناواقف تھے۔ یا انہوں نے اس عقیدہ صحیحہ کا استدلال اُمتِ اسلامیہ میں (معاذ اللہ) شرک پھیلانے کے لئے کیا؟

یا آج کے چند جاہل رافضی و مماتی گوئیے بعینہٖ مرزائیت کی اتباع میں آیاتِ قرآنیہ کی جاہلانہ و گھڑنتو تاویلات سے (جو کہ آج تک کے اہلسنت والجماعت کے کسی ایک مفسر سے بھی ثابت نہیں) اُمت اسلامیہ کو کفر و ارتداد و توہین نبوت کے سیلاب میں بہا کر لے جانے کی عمیق سازش میں منہمک ہیں۔

چنانچہ جمیع اہلِ اسلام سے گزارش ہے کہ خدارا ان مرزائیت و رافضیت نواز گوئیوں سے دور رہ کر اپنے آپ کو حضرات اکابرینؒ و اسلافِ اُمت سے وابستہ رکھیں۔

ابن حبیب عفی عنہ

حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

فی الحدیث

دورِ نبوی ؐ سے لے کر آج تک کے جمیع اہلِ ایمان کا یہ عقیدہ اجماعیہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں روح مع الجسم زندہ ہیں اور قبور پر حاضر ہونے والوں کا سلام بنفسِ نفیس سماعت فرماتے ہیں۔

چنانچہ آیاتِ قرآنیہ سے بالتوضیح استدلال کے بعد احادیث صحیحہ اور ائمہ حدیث رح کی تشریحات و توضیحات رقم کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱ امام ابو یعلی رح فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو الجہم الازرق بن علی رح نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ابی بکیر رح نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے مستلم بن سعید رح نے بیان کیا وہ حجاج رح سے اور وہ ثابت بنانی رح سے اور وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون"

(حیات الانبیاء للبیہقی ص۱، شفاء السقام ص۱۳۴، خصائص الکبریٰ ج۲ ص۲۸۱)

ترجمہ:۔ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

ائمۂ حدیث کی نظر میں

(۱) حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری فرماتے ہیں :۔

"وصححہ البیہقی" (فتح الباری شرح بخاری ص۳۵۲ ج ۶)

کہ اس حدیث کی امام بیہقی نے تصحیح کی ہے۔

---

(۲) حضرت ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں :۔

صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۱۲ ج ۲)

کہ الانبیاء احیاء فی قبورھم کی حدیث صحیح ہے۔

---

(۳) علامہ انور شاہ کشمیری شارح بخاری نے (فیض الباری ص۶۴ ج ۲) اور علامہ شبیر احمد عثمانی نے (فتح الملہم شرح مسلم ص۳۲۹ ج ۱) اور علامہ عبدالرؤف مناوی نے (فیض القدیر ص۱۸۴ ج ۳) رقم فرمایا ہے کہ "یہ حدیث صحیح ہے"

---

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :۔

"ابو یعلی بنقل ثقات از روایت انس بن مالک آوردہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون"

ترجمہ :۔ امام ابو یعلی ثقہ راویوں کی نقل سے حضرت انس بن مالک

سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں،

---

⑤ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں :-

"رجال ابی یعلیٰ ثقات" (مجمع الزوائد ص۲۱۱ ج ۸)

کہ ابی یعلیٰ کی سند کے سارے راوی ثقہ ہیں۔

---

⑥ علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں :-

"وھو حدیث صحیح" (السراج المنیر ص۱۳۴ ج ۲)

کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

---

⑦ قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں :-

"انہ صلی اللہ علیہ وسلم حیّ فی قبرہ وروحہ لاتفارقہ لما صحّ ان الانبیاء احیاء فی قبورھم"

(تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین ص۲۸ طبع مصر)

بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپؐ کی روح مبارک آپؐ کے جسم مبارک سے جدا نہیں ہوتی کیونکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

---

⑧ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :-

"وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورھم

رواہ المنذری وصححہ البیہقیؒ۔" (نیل الاوطار ص۲۶۴ ج۳)

بلاشبہ حدیث سے ثابت ہوچکا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں علامہ منذری نے یہ روایت بیان کی ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے۔

---

(۹) علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں :۔

"وروا ہ ابو یعلیٰ برجال ثقات وروا ہ البیہقی وصححہ۔"

(وفاء الوفاء ص۴۰۵ ج۲)

ابویعلیٰ نے ثقہ راویوں سے یہ روایت کی ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

---

(۱۰) شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریاؒ فرماتے ہیں :۔

"اور یہ حدیث کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں صحیح ہے۔" (فضائل درود شریف ص۳۷)

---

(۱۱) شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں :۔

"کہ امام ابو یعلیٰ کے طریق سے جو روایت ہے اس کے تمام راوی ثقہ اور ثبت ہیں اور جمہور محدثین کرامؒ اس کی تصحیح کرتے ہیں کسی حدیث کے صحیح ہونے کے لئے اصول حدیث میں اس سے زیادہ قوی دلائل موجود نہیں ہیں کہ اس کے راوی سب ثقہ ہوں اور جمہور محدثین کرام اس کی تصحیح

پر متفق ہوں۔" (تسکین الصدور ص۲۱۴)

حدیث نمبر ۲ حماد بن سلمہؒ، ثابت بنانیؒ وسلیمان تیمیؒ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"مررت علی موسیٰؑ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہٖ" (صحیح مسلم ص۲۶۸ ج۲، مسند احمد ص۱۴۸ ج۳، نسائی ص۲۴۲ ج۱)

ترجمہ:۔ میں معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا جو سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

ائمۂ حدیث کی نظر میں

① علامہ سخاویؒ اپنے استاذ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ "یہ حدیث اُس سابق حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کی شاہد و مؤید ہے۔" (القول البدیع ص۱۲۶)

---

② حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری ص۳۵۲ ج۶) میں اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملہم ص۳۲۹ ج۱) میں رقم فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث جو صحیح مسلم میں حماد بن سلمہؒ کے طریق سے ثابت بنانیؒ سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت ہے اس سابق حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کی شاہد ہے۔"

الغرض یہ دونوں احادیث ایک دوسرے کی مؤید ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھنے کا امر مترشح اور واضح ہوتا ہے۔

---

(۳) محدّثِ کبیر امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:۔

"فی قصۃ المعراج انہ لقیھم فی جماعۃ الانبیاءؑ فی السمٰوٰت وکلمھم وکلموہ وکل ذالک صحیح لا یخالف بعضہ بعضًا۔ فقد یریٰ موسیٰؑ قائما یصلی فی قبرہ ثم یسریٰ بموسیٰ وغیرہ الیٰ بیت المقدس کما اسریٰ نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم فیراھم فیہ ثم یعرج بھم الی السمٰوٰت کما عرج نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فیراھم فیہ کما اخبرہ وصلواتھم فی اوقات بمواضع مختلفات جائز فی العقل کما ورد بھا خبر الصادق وفی کل ذالک دلالۃ علیٰ حیاتھم۔" (حیات الانبیاء للامام البیہقیؒ ص۸ طبع مصر)

واقعہ معراج میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرامؑ کی ایک پوری جماعت کو آسمانوں میں ملے تھے ان سے کلام فرمایا اور انہوں نے آپؐ سے باتیں کیں یہ سب مضامین صحیح ہیں۔ اور ایک دوسرے سے متعارض نہیں ایک وقت ہے کہ آپؐ حضرت موسیٰؑ کو ان کی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھ رہے ہیں۔ پھر موسیٰؑ کو بھی بیت المقدس تک سفر اسراء کرایا گیا جیسا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر اسراء پیش آیا پس آپؐ نے وہاں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا پھر سب پیغمبروںؑ کو بھی آسمانوں تک (اپنے اپنے مقام میں) معراج کرایا گیا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کو معراج کرایا گیا پس آپؐ نے وہاں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھا پس انبیاء کرام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر نماز پڑھنا اس پر عقلاً کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور نقلاً اس پر قولِ صادق موجود ہے ان تمام واقعات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر دلالت ہوتی ہے۔

نوٹ:۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں نماز کا پڑھنا تلذذاً ہوگا نہ کہ وجوباً۔ کیونکہ دارالعمل کے بعد وجوبِ عمل کا انقطاع ہے نفسِ عمل کا نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی آیات کثیرہ اس پر دال ہیں کہ دارالعمل سے رحلت کے بعد بھی تحمید، تسبیح، دُعا و استغفار کا سلسلہ جاری ہے۔

---

(۴) علاوہ ازیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللہ علیہ وما کان من سیئ استغفرت اللہ لکم" (رواہ البزار باسناد جید۔ فتح الملہم شرح مسلم صـ۱۳ ج ۱)

میری یہ زندگی بھی تمہارے لئے خیر ہے اور بعد الوفات بھی میری حالت تمہارے لئے خیر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوتے رہیں گے پس جو اچھے ہوں گے تو میرے لئے سامان تحمید ہوگا اور جو اعمال اچھے نہ ہوں گے اس پر میں دُعا و استغفار کرتا رہوں گا۔

---

(۵) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:۔

"مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلتِ حیات و اکرام ملائکہ کے برزخ

میں آپؐ کے یہ مشاغل ثابت ہیں۔ (۱) اعمالِ امت کا ملاحظہ فرمانا (۲) نماز کا پڑھنا (۳) اُس عالم کے مناسب غذا کا نوش فرمانا (۴) سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ (۵) سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً ثابت ہیں۔ اور احیاناً بعض خواص امت سے یقظہ میں آپؐ کا کلام اور ہدایات فرمانا بھی آثار و اخبار میں مذکور ہے۔ اور حالت رؤیا و کشف میں تو ایسے واقعات حصر و احصاء سے متجاوز ہیں۔" (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ ص ۲۱۲)

حدیث نمبر ۳ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے ہارون بن عبداللہؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حسین بن علیؒ نے بیان کیا وہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابرؒ سے اور وہ ابوالاشعث الصنعانیؒ سے اور وہ حضرت اوس بن اوسؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"ان من افضل ایاکم یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه قبض وفیه النفخة وفیه الصعقة فاکثروا علی من الصلوٰة فیه فان صلوٰتکم معروضة علی قال قالوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد ارمت قال یقولون بلیت فقال ان اللہ عزوجل حرم علی الارض اجساد الانبیاء[۴]"

(ابوداؤد ص ۱۵۰ ج ۱، واللفظ له والدارمی ص ۱۹۵، والنسائی ص ۲۰۳ ج ۱، ابن ماجہ ص ۷۷، والمستدرک ص ۲۷۸ ج ۱، وموارد الظمآن ص ۱۴۶، وسنن الکبریٰ ج ۳ ص ۲۴۹ وابن ابی شیبہ ص ۵۱۶ ج ۲)

بے شک تمہارے افضل ترین دنوں میں سے ایک جمعہ ہے، اسی میں

حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں نفخۂ اولیٰ ہوگا۔ اور اسی میں نفخۂ ثانیہ ہوگا۔ سوتم جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہؓ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح ہمارا درود آپؐ پر پیش کیا جائے گا جب کہ آپ ریزہ ریزہ ہو چکے ہوں گے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجساد حرام کر دیئے ہیں (یعنی زمین ان کو نہیں کھاتی)۔

ائمۂ حدیث کی نظر میں

(۱) امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ "ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہؒ نے بالاسانید الصحیحہ حضرت اوس بن اوسؓ سے یہ روایت کی ہے۔"

(کتاب الاذکار ص۱۰۶ طبع مصر)

---

(۲) امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں اس حدیث کو بخاری کی شرط پر صحیح کہتے ہیں۔ (دلائل النبوۃ ص۴۹۶)

---

(۳) حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

"اس حدیث کو امام ابن خزیمہؒ، ابن حبانؒ، دارقطنیؒ اور امام نوویؒ نے صحیح کہا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص۵۱۴ ج۳)

---

(۴) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری اس حدیث کو صحیح

کہتے ہیں۔ (فتح الباری پ ۲۶ ص ۵۸)

---

⑤ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں :۔

"جو شخص بھی اس کی اسناد میں تامل کرے گا تو اس کو اس کی صحت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے تمام راوی ثقہ اور مشہور ہیں اور ائمہ کرامؒ نے ان کی احادیث قبول کی ہیں۔" (جلاء الافہام ص ۲۴۲)

---

⑥ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :۔

" در حدیث صحیح آمدہ است کہ بسیار گوید در روز جمعہ درود برمن زیرا کہ صلوٰۃ شما معروض مے گردد برمن این جا معلوم مے شود کہ حیات انبیاءؑ حیات جسمی دنیاوی است نہ بمجرد بقائے ارواح۔"

(مدارج النبوۃ ص ۹۲۰ ج ۲)

---

⑦ علامہ ابن عبدالہادیؒ فرماتے ہیں :۔

"کہ یہ حدیث صحیح ہے اس لئے کہ اس کے سب راوی صدق و امانت اور ثقاہت و عدالت میں مشہور ہیں اور اسی لئے حفاظ حدیث کی ایک بڑی جماعت نے اس کی تصحیح کی ہے۔ مثلاً امام ابن حبانؒ۔ حافظ عبدالغنی المقدسیؒ اور ابن دحیہؒ وغیرہ اور کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اس حدیث پر حجت اور دلیل سے کلام کیا ہو۔" (الصارم المنکی ص ۱۸۴ طبع مصر)

---

⑧ علامہ عینیؒ شارح بخاری، علامہ انور شاہ کشمیریؒ شارح بخاری، علامہؒ

عبدالغنی النابلسیؒ، علامہ منذریؒ وغیرہم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے۔"

---

(۹) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں:۔

"وھو حیّ فی قبرہ الشریف ولحوم الانبیاء علیھم السلام حرام علی الارض کما ورد بہ الاثر" الخ (فتح الملہم شرح مسلم ص ۴۹۸ ج ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسم زمین پر حرام ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں میں وارد ہوا ہے۔

---

(۱۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر مدظلہ العالیہ فرماتے ہیں:۔

"اصولِ حدیث کے رو سے یہ روایت بھی بالکل صحیح ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔" (تسکین الصدور ص ۳۰۲)

حدیث نمبر ۴ امام ابن ماجہؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے عمرو بن سواد المصریؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن وہبؒ نے بیان کیا وہ عمرو بن الحارثؒ سے اور وہ سعید بن ابی ہلالؒ اور وہ زید بن ایمنؒ سے اور وہ عُبادہ بن نُسیؒ سے اور وہ حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"اکثروا الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ

الملئكة و ان احدًا لن یصلّی علیّ الا عرضت علیّ صلٰوته حتیّٰ یفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال و بعد الموت انّ اللہ حرّم علی الارض ان تأ کل اجساد الا نبیاء فنبیّ اللہ حیّ یرزق۔" (ابن ماجہ ص ۱۱۹)

ترجمہ :۔ جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ وہ دن حاضری کا ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ مجھ پر کوئی درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتی کہ وہ اس سے فارغ ہو میں نے کہا وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا؟ فرمایا کہ ہاں وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام طیبہ کو کھائے سو اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے اس کو رزق ملتا ہے۔

ائمۂ حدیث کی نظر میں

(۱) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:۔

"رجاله ثقات" (تہذیب التہذیب ص ۳۹۸ ج ۳)

کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

---

(۲) حافظ منذریؒ فرماتے ہیں۔

"اسنادهٗ جیّد" (ترجمان السنۃ ص ۲۹۷ ج ۳)

کہ اس کی اسناد جیّد ہیں۔

③ علامہ عزیزیؒ (السراج المنیر ص۲۹ ج۱) میں، علامہ مناویؒ (فیض القدیر ص۸ ج۲) میں اور علامہ زرقانیؒ (شرح مواہب ص۳۶۶ ج۵) میں فرماتے ہیں :-

"رجاله ثقات"

کہ اس کے جمیع راوی ثقہ ہیں۔

---

④ علامہ سمہودیؒ (خلاصۃ الوفاء ص۴۸) میں، ملّا علی قاریؒ (مرقات ص۱۱ ج۲) میں، قاضی شوکانیؒ (نیل الاوطار ص۲۶۴ ج۳) میں اور مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ (عون المعبود ص۴۰۵ ج۱) میں فرماتے ہیں :-

"رواه ابن ماجه باسناد جيد وله طرق كثيرة"

کہ اس کو ابن ماجہ نے جیّد اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور اس کے طرق بہت زیادہ ہیں۔

---

⑤ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر مدظلہ العالیہ فرماتے ہیں :-

"کہ اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں اور اس کی سند جیّد اور کھری ہے اور محدثین کرامؒ کا جم غفیر جیّد کہہ کر اس کی تصحیح کرتا ہے"

(تسکین الصدور ص۳۱۱)

حدیث نمبر ۵ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالوہاب بن عبدالحکیم الوراقؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے معاذ بن معاذؒ نے بیان کیا وہ سفیان بن سعید (ثوریؒ) سے اور وہ عبداللہ بن سائبؒ سے اور وہ زاذانؒ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

"ان للہ ملٰئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام" (مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۷ ج ۲، مسند احمد ص۴۴۱، دارمی ص۳۷۳، موارد الظمآن ص۵۹۴، نسائی ص۱۸۹ ج ۱)

ترجمہ :- بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

ائمہ حدیث کی نظر میں

(۱) علامہ سمہودیؒ اور علامہ ابن عبدالہادیؒ فرماتے ہیں کہ :-

"امام نسائیؒ اور اسماعیل القاضیؒ نے یہ روایت مختلف طرق سے صحیح اسناد کے ساتھ نقل کی ہے۔" (وفاء الوفاء ص۱۳۵۱ ج ۲، الصارم المنکی ص۱۶۸)

---

(۲) علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں :-

"حدیث صحیح" (السراج المنیر ص۱۲۵ ج ۱)

کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

---

(۳) علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں :-

"رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح" (مجمع الزوائد ص۲۴ ج ۹)

کہ محدث بزارؒ نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کے جملہ راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں اور یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی مروی ہے چنانچہ

امام حاکمؒ اور امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔

---

④ امام سخاویؒ فرماتے ہیں :۔

"کہ امام احمدؒ، امام نسائیؒ، دارمیؒ، ابو نعیمؒ، بیہقیؒ، ابن حبانؒ اور حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (القول البدیع ص۱۱۵)

---

⑤ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :۔

" امام احمدؒ اور نسائیؒ کی روایت میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر سیر کرتے ہیں اور مجھے میری اُمّت کا سلام پہنچاتے ہیں اور یہ مضمون متواتر طور پر ثابت ہے۔" (فتاویٰ عزیزی ص۲۹ ج ۲)

---

⑥ امام سخاویؒ امام دارقطنیؒ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں :۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملٰئکۃ یسیحون فی الارض یبلغونی صلوٰۃ من صلی علیّ من امتی" اخرجہ الدار قطنی" (القول البدیع ص۱۱۵، شفاء السقام ص۳۴)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر پھرتے ہیں میری اُمّت میں سے جو شخص مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچاتے ہیں۔

---

⑦ علامہ شہاب الدین محمد بن احمد الابشیہیؒ المتوفی ۸۵۰ھ یہ روایت

اس طرح نقل فرماتے ہیں :۔

"ان للہ ملئکتہ سیاحین فی الارض یبلغون فی الصلوٰۃ علی من امتی فاستغفر لھم۔ (المستطرف فی کل من مستطرف ص۲۱۷ ج ۲ طبع مصر)

---

(۸) علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح آپؐ پر سلام پیش کیا جاتا ہے اسی طرح صلوٰۃ اور درود بھی پیش کیا جاتا ہے" (السراج المنیر ص۱۸۸ ج ۱)

---

(۹) محدث شہیر ملا علی القاریؒ فرماتے ہیں :۔

"اذا سلموا علیّ قلیلا او کثیرا وھذا المخصوص بمن بَعُدَ عن حضرۃ مرقدہ المنورۃ ومضجعہ المطھر وفیہ اشارۃ الیٰ حیاتہ الدائمۃ و فرحہ ببلوغ سلام امتہ الکاملۃ وایماء الیٰ قبول السلام حیث قبلتہ الملئکۃ وحملتہ الیہ علیہ السلام و سیأتی انہ یرد السلام علیٰ من سلم علیہ" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۳۴۱ ج ۲)

یعنی مجھ پر میری امت کا سلام پہنچایا جاتا ہے۔ جب وہ مجھ پر سلام کہتے ہیں خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ (سلام کا پہنچانا) اس شخص کے لئے مخصوص ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور اور مضجع مطہر سے دور ہو۔ (کیونکہ قبر اقدس پر حاضر ہونے والوں کا سلام آپؐ بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ کثیرہ میں وارد ہوا ہے) اور اس میں آپؐ کی حیات دائمی اور بلوغ سلام پر فرحت اور اس سلام کے جواب مرحمت فرمانے پر اشارہ ہے۔

⑩ مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں :۔

"اس حدیث سے یہ تفصیل معلوم ہوگئی کہ فرشتوں کے ذریعہ آپؐ کو صرف وہی درود و سلام پہنچتا ہے جو کوئی دور سے بھیجے لیکن اللہ تعالیٰ جن کو قبر مبارک کے پاس پہنچا دے اور وہ وہاں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کریں تو آپؐ اس کو بنفسِ نفیس سنتے ہیں اور ہر ایک کو جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔ (معارف الحدیث صنٰ ج ۵)

حدیث نمبر ۶ حافظ ابوالشیخ اصبہانی ؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالرحمن بن احمد الاعرج ؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے الحسین بن صباح ؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو معاویہ ؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے اعمش ؒ نے بیان کیا وہ ابو صالح ؒ سے اور وہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا :۔

"من صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلی علیّ من بعید اعلمته" (جلاء الافہام لحافظ ابن قیم ؒ ص ۲۵ ، القول البدیع للسخاوی ؒ ص ۱۶۱ ، حیات الانبیاء للبیہقی ؒ ص ۱۲ طبع مصر)

ترجمہ :۔ جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں اُسے خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دُور سے درود شریف پڑھا تو وہ مجھے (فرشتوں کے ذریعہ) بتلایا جاتا ہے۔

ائمۂ حدیث کی نظر میں

① حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں :۔

"اخرج ابو الشیخ فی کتاب الثواب بسند جید" (فتح الباری شرح بخاری پ ۱۳ ص ۴۷۹)

کہ ابوالشیخ اصبہانیؒ عمدہ سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:۔

---

(۲) حضرت ملّا علی قاریؒ فرماتے ہیں:۔

"و رواہ ابوالشیخ وابن حبّان فی کتاب ثواب الاعمال بسند جید" (مرقات ص۱ ج۲)

یعنی ابوالشیخ اصبہانیؒ اور ابن حبانؒ دونوں نے اس حدیث کو سندِ جید سے نقل فرمایا ہے۔

---

(۳) امام سخاویؒ نے (القول البدیع ص۱۱۶) پر، نواب صدیق حسنؒ خاں نے (دلیل الطالب ص۸۴۴) پر اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے (فتح الملہم شرح مسلم ص۳۲۰ ج۱) پر رقم فرمایا ہے کہ

"سندہ جید"

کہ اس حدیث کی سند کھری وجیّد ہے۔

(۴) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ فرماتے ہیں:۔

"اس حدیث کی جو سند سُدّی صغیر پر مشتمل ہے اس کو بوجہ راوی مذکور کے کمزور کہا جائے گا اور جس سند میں یہ راوی نہیں ہے وہ کمزور نہیں ہے اور حدیث ہذا کی دوسری سند بھی ہے جس کے صحیح ہونے کی تصریح کرتے ہیں"

چنانچہ ملا علی قاری الحنفیؒ شرحِ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:۔

"قال میرکؒ نقلا عن الشیخ و رواہ ابوالشیخ وابن حبانؒ فی کتاب ثواب الاعمال بسند جیّد" (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص۴۸ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

⑤ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خاں صفدر مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں :-

"ان اکابر محدثین کے (جن میں حافظ ابن حجرؒ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں جن کی تقریب اور تہذیب پر آج رواۃ کی توثیق و تضعیف کا مدار ہے) بیان سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت جید اور صحیح ہے۔"

(تسکین الصدور ص۲۲۰)

حدیث نمبر ۷ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عوفؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے مقریؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حیوۃؒ نے بیان کیا وہ ابو صخر حمید بن زیادؒ سے اور وہ یزید بن عبداللہ بن قسیطؒ سے اور وہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

"ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علیّ روحی حتیٰ ارد علیہ السلام۔" (ابوداؤد ص۲۷۹ ج۱ واللفظ لہٗ ، مسند احمد ص۵۲۷ ج ۲)

ترجمہ :- کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام کہتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

ائمۂ حدیث کی نظر میں

① حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں :-

"رواتہ ثقات" (فتح الباری پ۳ ص۲۷۹)

کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(۲) علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں :-

" روی ابوداؤد بسند صحیح " (وفاء الوفاء ص۴۰۳ ج۲)

کہ امام ابوداؤدؒ نے صحیح سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔

---

(۳) امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ :-

"امام احمدؒ اور امام ابوداؤدؒ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے"

(شفاء السقام ص۱۰۵)

---

(۴) حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں :-

"صححہ النووی فی الاذکار" (تفسیر ابن کثیر ص۵۱۴ ج۲)

کہ امام نوویؒ (شارح مسلم) اس حدیث کی اپنی کتاب الاذکار میں تصحیح فرماتے ہیں۔

---

(۵) امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :-

" واتفق الائمۃ علیٰ انہ یسلم عند زیارتہ وعلیٰ صاحبیہ لما فی السنن عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال ما من رجل یسلم علیّ الا رد اللہ علیّ روحی حتیٰ ارد علیہ السلام وھو حدیث جیّد " (فتاویٰ ابن تیمیہ ص۳۹۱ ج۴)

حضرات ائمہ کرامؒ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی زیارت کے وقت سلام کہنا

چاہیئے کیونکہ سُنن (ابوداؤد) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر کوئی شخص بھی سلام نہیں کہتا مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح (توجہ) لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

---

⑥ علامہ زرقانیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"باسناد صحیح" (زرقانی شرح المواہب ص۳۰۸ ج ۸)

---

⑦ مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ (شارح بخاری) اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (شارح مسلم) فرماتے ہیں کہ:۔

"رواتہ ثقات" (عقیدۃ الاسلام ص۵۲، فتح الملہم ص۳۳۰ ج۱)

توضیحات

⑧ حجۃ الاسلام حضرت مولانا نانوتویؒ فرماتے ہیں:۔

"اس صورت میں حاصل معنیٰ حدیث شریف کے یہ ہوں گے کہ جب کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے تو خداوند کریم آپؐ کی روح پُرفتوح کو اس حالت استغراق فی ذات اللہ تعالیٰ وتجلیات اللہ سے جو بوجہ محبوبیت و محبیت تامہ آپؐ کو حاصل رہتی ہے۔ اپنے ہوش عطا فرما دیتا ہے۔

یعنی مبدا انکشاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو انبساط الی اللہ حاصل تھا مُبدّل بانقباض ہو جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے ارتداد علی النفس حاصل

ہوتا ہے اور اپنی ذات وصفات اور کیفیات اور واقعات متعلقہ ذات و صفات سے اطلاع حاصل ہوجاتی ہے سو چونکہ سلام امتیان بھی منجملہ متعلقہ ذات خود ہیں اس لئے اس سے مطلع ہوکر بوجہ حُسنِ اخلاق ذاتی جواب سے مشرف فرماتے ہیں۔" (آبِ حیات ص۱۷۵)

---

(۲) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح فرماتے ہیں :۔

" یہ روایت تو دوامِ حیات پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ دن رات میں کوئی گھڑی اور کوئی گھنٹہ بلکہ کوئی منٹ اس سے خالی نہیں رہتا کہ آپؐ پر اندرونِ نماز اور بیرونِ نماز درود نہ بھیجا جاتا ہو اس لئے دوامِ حیات لازم آئے گا۔"

نیز فرماتے ہیں :۔

" کہ اگر لفظ الارد اللہ علیّ روحی کی بجائے الیّ روحی فرمایا گیا ہوتا تو شبہ وارد ہوسکتا تھا۔ الیّ اور علیّ میں فرق ہے علیٰ استعلاء کے لئے ہے۔ اور الیٰ نہایت غایت کے لئے ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام سے پہلے روح کا استعلاء نہ تھا۔ نہ یہ کہ وہ جسمِ اطہر سے بالکل خارج ہو گیا تھا۔ پھر اس کو جسم مقدس کی طرف لوٹایا گیا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدارجِ قرب و معرفت میں ہر وقت ترقی پذیر ہیں۔ اس لئے توجہ الی اللہ کا انہماک اور استغراق دوسری جانب کی توجہ کو کسی درجہ ہلکا کر دیتا ہے۔ چنانچہ اہل استغراق کی حالتیں روزانہ مشاہدہ ہوتی ہیں۔ مگر جب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃً للعالمین بنایا گیا ہے۔ اس لئے بارگاہِ اُلوہیت سے درود بھیجنے والے

پر رحمتیں نازل فرمانے کے لئے متعدد مزایا میں ایک مزیت یہ بھی عطا کی گئی ہے کہ نورِ سرورِ کائنات کو اس استغراق سے ذرا بھر کم کر کے درود بھیجنے والے کی طرف متوجہ کر دیا ہے اور آپؐ اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کے لئے دعا فرماتے ہیں۔" (مکتوبات شیخ الاسلام ص۲۴۳ ج۱ مطبوعہ اعظم گڑھ)

---

(۳) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم العالیہ اس حدیث کی شرح میں رقم فرماتے ہیں:۔

" علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مُسلّم حقیقت ہے اگرچہ اس حیات کی نوعیّت کے بارے میں علماء امت کی رائیں مختلف ہیں لیکن اتنی بات سب کے نزدیک مُسلّم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبور میں حیات حاصل ہے اس لئے حدیث کا یہ مطلب کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کہ آپؐ کا جسد اطہر رُوح سے خالی رہتا ہے۔ اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کے لئے اس میں روح ڈال دیتا ہے۔ اس بنا پر اکثر شارحین نے ردِ روح کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبر مبارک میں آپؐ کی روح پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالَم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی وجلالی تجلّیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہیں۔ اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے پھر جب کوئی اُمتی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یا براہِ راست آپؐ تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اِذن سے آپؐ کی رُوح اس طرف

سے متوجہ ہوتی ہے اور آپؐ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پس اس روحانی توجہ والتفات کو ردِّ رُوح سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔" (معارف الحدیث ص۳۷۸ ج۵)

---

④ حافظ ابن الملقنؒ فرماتے ہیں:۔

"المراد برد الروح النطق لانه صلے الله علیه وسلم حی فی قبرہ وروحه لا تفارقه لما صح ان الانبیاء علیهم السلام احیاء فی قبورهم" (تحفۃ الذاکرین للشوکانیؒ ص۲۸)

ردِّ روح سے مراد نطق ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپؐ کی رُوح مبارک آپؐ سے جدا نہیں ہوتی کیونکہ صحیح روایت میں آتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

---

⑤ علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں:۔

"الا رد الله علی روحی ای رد علی نطقی لانه صلے الله علیه وسلم حی دائما وروحه لا تفارقه لان الانبیاء علیهم السلام احیاء فی قبورهم" (السراج المنیر ص۲۷۸ ج۳)

ردِّ روح سے مراد نطق ہے کیونکہ آپؐ دوامی طور پر زندہ ہیں آپؐ کی روح مبارک آپؐ سے الگ نہیں ہوتی کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(۶) حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں :۔

"کہ بیہقیؒ کی ایک روایت میں الا و قد رد اللہ علی روحی ہے چنانچہ پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہتا اس لئے معنی یہ ہوگا کہ جو کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر سلام کا جواب دیتا ہوں اس لئے کہ رُوح تو میری طرف واپس ہو چکا ہے"

(بحوالہ القول النقی فی حیات النبیؐ ص۲۲ مؤلفہ مفسر قرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ بہلوی شجاعبادی)

حدیث نمبر ۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"لیھبطن عیسیٰؑ ابن مریم حکما واماما مقسطا ولیسلکن فجا حاجا او معتمرا و لیأتین قبری حتی یسلم علی ولا ردن علیہ" (الجامع الصغیر ص۱۴۰ ج۲، مسند احمد ص۲۹۰ ج۲، مستدرک ص۵۹۵ ج۲)

ترجمہ :۔ البتہ ضرور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے منصف اور امام عادل ہوں گے اور البتہ وہ فج (جگہ کا نام ہے) کے راستہ سے حج یا عمرہ کے لئے چلیں گے اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے حتیٰ کہ وہ مجھے سلام کہیں گے اور بلاشک میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔

ایک اور روایت میں ہے :۔

ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لاجیبنہ ۔ رواہ ابویعلی و رجالہ رجال الصحیح۔

(مجمع الزوائد ص۲۱۱ ج۲)

پھر اگر وہ میری قبر پہ کھڑے ہو کر فرمائیں گے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا اس کو امام ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی بخاری کے راوی ہیں۔

اور امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں اس کو صحیح کہتے ہیں غرضیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اور پھر نزول تواتر اور قطعیت سے ثابت ہے جو اس کا انکار یا تاویل کرے وہ کافر ہے۔ اس صحیح روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر اقدس میں باحیات ہونا اور صلوٰۃ وسلام کا سماع فرمانا متحقق ہے۔ اور آپؐ کا جواب دینا بھی ثابت ہے اور اس کا انکار صحیح حدیث کا انکار ہے جو کہ صریح کفر ہے۔

عجیب نکتہ

استاذ محترم مناظر اعظم حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اکاڑوی مدظلہم العالیہ نے نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے فرمان نبویؐ سے ایک عجیب نکتہ مستنبط فرمایا۔

وہ یہ کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد یہود کو قتل فرمادیں گے (جس سے مذہب یہودیت کا خاتمہ ہوگا) صلیب (نشانِ عیسائیت) کو توڑیں گے (جس سے مذہب عیسائیت کا ابطال ہوگا اور جب حقیقی مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے تو مرزائیت کے مسیح موعود کا کذب نمایاں ہو جائے گا) اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پہ تشریف لے جائیں گے اور سلام کہیں گے اور آپؐ

جواب عنایت فرمائیں گے اس سے منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رسوائی و ذلت اور تکذیب و تنکیر ہوگی۔

چنانچہ مذہب یہودیت، عیسائیت، مرزائیت کے لئے پروردگار صرف ایک پیغمبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مکلف فرماویں گے لیکن منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابطال کے لئے پروردگار سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مکلّف فرماویں گے جو کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سلام فرمانے اور آپؐ کے بنفسِ نفیس قبر اقدس سے سماع سلام کے بعد جواب مرحمت فرمانے سے ہوگا۔

حدیث نمبر ۹ ابن المبارکؒ نے حضرت سعید ابن المسیبؒ سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی اُمت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کیے جاتے ہوں۔

(کذا فی المواھب۔ بحوالہ القول النقی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۹)

حدیث نمبر ۱۰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جمیع انبیاء و رسل علیہم السلام کو دو رکعت نماز پڑھائی اور آپؐ نے ہارون علیہ السلام پر سلام کیا اور انہوں نے آپؐ کے لئے اور آپؐ کی اُمت کے لئے دعا فرمائی اور آپؐ نے حضرت ادریس علیہ السلام پر سلام کہا اور انہوں نے آپؐ کے لئے اور آپؐ کی اُمت کے لئے رحمت کی دعا کی۔ (الدرۃ الفاخرہ للغزالیؒ ص۱۶)

حدیث نمبر ۱۱ عن السائب بن یزیدؓ قال کنت قائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت الیہ فاذا عمر بن الخطابؓ فقال اذھب فاتنی بھٰذین فجئتہ بھما فقال

ممن انتما قال من اهل الطائف قال لوکنتما من اهل البلد لاوجعتکما تں فعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم" (صحیح بخاری ص۶۷ ج ۱)

ترجمہ:۔ حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے مجھے کنکری ماری کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمرؓ ہیں آپؓ نے فرمایا جاؤ اور ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں انہیں آپؓ کے پاس لے آیا آپؓ نے اُن سے پوچھا "تم کن لوگوں میں سے ہو" انہوں نے کہا ہم اہلِ طائف میں سے ہیں۔ اس پر سیدنا عمرؓ نے فرمایا:

"اگر تم اہلِ مدینہ میں سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا اس لئے کہ تم نے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں (جس کے سامنے آپؐ کا روضہ منورہ ہے) اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو"

آواز بلند کرنے پر مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے نکیر کرنا اس لئے تھا کہ وہاں آپؐ کا روضۂ اطہر ہے جس طرح آپؐ کی اس دنیوی زندگی میں آپؐ کے پاس آواز بلند کرنا جرم تھا اسی طرح آپؐ کے روضۂ منورہ کے پاس آواز بلند کرنا بھی جائز نہیں۔ اس لئے کہ آپؐ وہاں تشریف فرما ہیں اور جسد عنصری سے زندہ ہیں۔ حدود مسجد کی آواز کو بلاکسی توسط کے خود سماعت فرماتے ہیں چنانچہ سلف وخلف میں سے کسی نے اس اصل منشا کا انکار نہیں فرمایا۔

علاوہ ازیں یہاں ایجاع (یعنی سزا دینے کا ذکر ہے) اخراج (یعنی نکال دینے) کا نہیں ہے۔ اگر سیدنا عمر فاروقؓ کے اعتقاد میں حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ نہ ہوتے اور قریب کی آوازوں کو خود سماعت نہ فرما رہے ہوتے تو حضرت فاروقِ اعظمؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دبی آواز سے بات کرنے کے حکمِ قرآنی کو اس انداز میں کبھی بیان نہ فرماتے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی مہم سے فارغ ہو کر واپس مدینہ شریف آتے تو سب سے پہلا کام جو آپؓ کرتے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام عرض کرنا ہوتا تھا اور اسی کی آپ دوسروں کو تلقین فرماتے تھے۔

"اوّل کارے کہ عمرؓ ابتداء کرد سلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود۔"

(جذب القلوب ص۲۰)

علاوہ ازیں جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شام چلے جانے کا مشورہ دیا گیا تو انہوں نے فرمایا:۔

"میں اسے جائز نہیں سمجھتا کہ اپنے دار الہجرت کو چھوڑ جاؤں اور (یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کو چھوڑ دوں۔ (جذب القلوب ص۱۸۸)

چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں:۔

من زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (جذب القلوب ص۱۸۰)

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے پاس حاضر ہو وہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی میں ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲ روی عن عائشۃ رض انھا کانت تسمع صوت الوتد یوتد والمسمار یضرب فی بعض الدور المطنبۃ بمسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فترسل الیھم لا توذوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

قالوا وما عمل علی بن ابی طالب رض مصراعی دارہ الا بالمناصع توقیا لذالک۔ (شفاء السقام ص۱۷۳ طبع مصر)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق روایت ہے کہ جب کبھی اُن گھروں میں جو مسجد نبوی سے متصل تھے کسی میخ لگنے یا کیل لگانے کی آواز سُنتی تھیں تو یہ حکم بھیجتی تھیں کہ (خبردار) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس آواز سے) اذیت نہ دو۔

اور حضرت علی رض نے اسی سے بچنے کے لئے اپنے گھر کے کواڑ باہر جاکر بنوائے تھے (تاکہ ان کے بننے کا شور حضور اکرم صلی اللہ علیہ کو اذیت نہ دے)۔

ان تمام روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے روضۂ اطہر میں باحیات یقین کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳ عن عائشۃ رض قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانی واضع ثوبی واقول انما ھو زوجی وابی فلما دفن عمر رض معھم فواللہ مادخلت الا وانا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر رض۔

(رواہ احمد کذا فی المشکوٰۃ ص۱۵۴)

ترجمہ :۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنے حجرے میں جس میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، چادر کھلے داخل ہو جایا کرتی تھی، مجھے یہی خیال ہوتا تھا کہ میرے خاوند اور میرے والد ہی تو یہاں ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوئے تو خدا کی قسم میں وہاں پردے ہی سے جاتی تھی اور یہ حضرت عمرؓ سے حیا کے باعث تھا۔

نوٹ :۔ "رجال اسناد احمد رجال صحیح"

(تنقیح الرواۃ ص۳۴۲ ج ۱ مطبع انصاری)

کہ امام احمد کی سند کے جمیع راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

غور فرمائیے ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یوں نہیں فرما رہی ہیں کہ میں اس حجرے میں داخل ہوتی تھی، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (معاذاللہ) بدن میت مدفون تھا۔ بلکہ یوں فرما رہی ہیں کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

علاوہ ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس تعامل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حیات اقدس کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

لاتخیرونی علیٰ موسیٰؑ فان الناس یصعقون فاکون اول من یفیق فاذا موسیٰؑ باطش بجانب العرش فلا ادری اکان

فیمن صعق فافاق قبلی او کان ممن استثنے اللہ عزوجل۔

(صحیح بخاری صفحہ ۳۸۴ ج ا طبع دہلی)

مجھے موسیٰؑ پر ترجیح نہ دو کیونکہ (جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو) سارے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پس میں پہلا ہوں گا کہ جسے بے ہوشی سے افاقہ ہو گا۔ پس موسیٰ علیہ السلام عرش کی ایک جانب سے متعلق ہوں گے پس میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور انہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہوا یا اللہ نے انہیں بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ فرمایا۔

توضیحات

علامہ تاج الدین سبکیؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور امام بیہقیؒ نے اس حدیث کے تحت یہ رقم فرمایا ہے:۔

"کہ اس حدیث سے انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ بے ہوش وہ ہو گا جو اس سے پہلے ہوش میں ہو گا۔ اور ہوش کا ہونا زندہ کے لئے ہی ہو سکتا ہے مردہ کے لئے تو ہوش کا ہونا بھی ناممکن ہے۔ چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام پر بے ہوشی کا طاری ہونا اس سے قبل صاحبِ ہوش ہونے پر دلالت کرتا ہے اور صاحبِ ہوش ہونا زندگی پر دلالت کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما بین بیتی و منبری روضة

من ریاض الجنۃ و منبری علیٰ حوضی۔

(صحیح بخاری ص۲۵۳ ج ۱ طبع دہلی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کا مابین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہے۔

اسی حدیث کی ایک اور روایت بیتی کی بجائے قبری کا لفظ بھی آتا ہے یعنی قبر اقدس اور منبر اطہر کے مابین کا قطعہ ریاض الجنۃ ہے۔

توضیح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اقدس کے مطابق حجرہ اقدس جس میں آپؐ موجود ہیں وہ جنّت کا باغ ہے اور جنّت میں حیات کا ہونا مستلزم ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے آپؐ کا قبر اقدس میں باحیات ہونا بصراحت ثابت ہوتا ہے۔ فافہم۔

علاوہ ازیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ورود فی الجنۃ بھی ثابت ہوا۔

نوٹ:- ذرّیتِ مماتیّت کے جمیع چیلے اس توضیح پر فوراً یہ جواب دیتے ہیں کہ (معاذ اللہ) قبر مبارک اس شرف سے خالی ہے۔ اور ریاض الجنۃ کے بقعہ مبارکہ میں داخل نہیں ہے۔ تاکہ آپؐ کی حیات مبارکہ کا اثبات نہ ہو (تُف ہے ایسے عقیدہ پر) اور ذرّیت رافضیت حجرہ اقدس کو ریاض الجنۃ سے اس لئے خارج کرنے کی غلیظ کوشش کرتے ہیں

تاکہ نہ حیاتِ نبویؐ ثابت ہو اور نہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وُرود جنّت ثابت ہو۔

ان رافضی و مماتی چیلوں سے گذارش ہے کہ وہ ذاتِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ نبوتؐ کی شان اقدس میں ایسی رذیلانہ زبان کو بند رکھیں۔

حدیث نمبر ۱۶ عن عمار بن یاسرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ وکل بقبری ملکا اعطاہ اسماع الخلائق فلا یصلی علی احد الیٰ یوم القیٰمۃ الا ابلغنی باسمہ واسم ابیہ ھذا فلان ابن فلان قد صلی علیك۔ (رواہ البزار کذا فی الترغیب وذکر تحریجہ السخاوی فی القول البدیع)

حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پہ مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سُننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے۔ پس جو شخص بھی مجھ پہ قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپؐ پر درود بھیجا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷ ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص مجھ پہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب مجھ پہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرماتے ہیں اور اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کو میری قبر میں مجھ تک اس

طرح پہنچانا ہے جیسے تم لوگوں کے پاس ہدایا بھیجے جاتے ہیں۔

(فضائل درود شریف صـ۲۰ از شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریاؒ)

چنانچہ شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ سید الکونین فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا تو پوچھنا ہی کیا اس لئے جتنے بھی فرشتے پہنچائیں برمحل ہے۔

---

۱۸ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (تابعی) مستقل قاصد روانہ کرتے تھے تاکہ قبر اطہر پہ ان کی طرف سے سلام پہنچا سکے۔

(شفاء السقام صـ۴۱)

۱۹ واقعہ حرّہ ۶۳ھ میں جب مدینہ منورہ پر چڑھائی ہوئی تو شامی فوج کے خوف سے سب اہل مدینہ اپنے اپنے گھروں میں جاگزیں ہو گئے۔ مسجد نبویؐ میں کوئی مسلمان نماز کے لئے نہیں آتا تھا صرف سیّد التابعین حضرت سعید بن المسیبؒ مسجد میں رہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا۔

اسمع اذانا من قبل القبر الشریف۔

میں قبر شریف سے اذان کی آواز سنتا، پھر اقامت ہوتی تو میں بڑھ کر نماز پڑھتا اور (ان دنوں) میرے سوا مسجد نبویؐ میں کوئی بھی نہ ہوتا تھا۔ (طبقات ابن سعد صـ۱۳۲ ج ۵)

● امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:۔

"ان کثیرا من الاعمال تثبت فی القبور کالاذان و

الاقامة ــــ عند الدارمی و قرأة القرآن عند الترمذی الخ

(فیض الباری شرح بخاری ص۱۸۳ ج۱)

بے شک قبور میں بہت سے اعمال ثابت ہیں جیساکہ دارمی شریف کی روایت میں اذان و اقامت (کا ثبوت ملتا ہے) اور قرآن کریم کے پڑھنے کا ترمذی شریف میں۔

● امام شعرانیؒ المتوفی ۹۷۳ھ فرماتے ہیں :۔

"قد صحت الاحادیث انہ صلی اللّٰہ علیہ حی فی قبرہٖ یصلی باذان و اقامۃ" (منح المنۃ ص۹۲ طبع مصر)

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

● علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں :۔

"وقصۃ سعید بن المسیبؓ فی سماعۃ الاذان والاقامۃ من القبر الشریف ایام الحرۃ مشہورۃ" (وفاء الوفاء ص۳۰۸ ج۲ طبع مصر)

ایّام حرّہ میں نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے سعید بن المسیب کے اذان و اقامت سُننے کا قصہ مشہور ہے۔

● علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں :۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حی کما تقرر وانہ یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ الخ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ص۴۱۹ ج۳)

آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم زندہ ہیں جیساکہ یہ اپنی جگہ ثابت ہے اور آپؐ اپنی قبر شریف میں اذان و اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

۲۰ امام دار الہجرۃ حضرت امام مالکؒ المتوفی ۱۷۹ھ اپنی کتاب "موطا" میں جو کہ کتب حدیث کے طبقہ اولیٰ میں شمار ہوتی ہے یہ واقعہ نقل فرماتے ہیں :-

"قبیلہ بنو سلمہ کے دو بزرگ انصاری حضرت عمرو جموحؓ اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو غزوہ اُحد میں شہادت کے بعد ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا کچھ عرصہ بعد پہاڑی نالہ نے اپنا رُخ ان کی قبر کی طرف موڑ دیا اور ان کی قبر کا ایک حصّہ بہہ گیا بامر مجبوری ان کی قبر کو کھودا گیا تاکہ ان کو وہاں سے منتقل کر دیا جائے جب قبر کھودی گئی تو بالکل صحیح وسالم تھے کانہما ماتا بالامس وکان احدھما قد جرح فوضع یدہ علی جرحہ فدفن وھو کذالک فامیطت یدہ عن جرحہ ثم ارسلت فرجعت کما کانت پس ان دونوں کو اس طرح پایا گیا گویا کہ وہ ابھی کل ہی فوت ہوئے ہیں دونوں میں سے ایک کو ایسا زخم لگا تھا تو انہوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ دیا تھا۔ اور اسی طرح ان کو دفن کر دیا گیا تھا پس قبر سے نکالنے کے بعد جب ان کا ہاتھ اس زخم سے ہٹایا گیا اور پھر چھوڑ دیا گیا۔ تو وہ ہاتھ بدستور زخم پر جا لگا، غزوہ اُحد اور ان کی قبر کھودنے کے درمیان چھیالیس سال کا عرصہ گذر اتھا۔ (موطا امام مالک ص۱۷۷)

برادرانِ اسلام

آپ نے قبل ازیں رقم کردہ آیات اوران کی تشریحات اوراحادیث نبویہ اوران کی تحقیقات وتصیحات اور تشریحات کو بنظر غائر دیکھا۔

کیاان جمیع محدثین وشراح حدیث جنہوں نے احادیث نبویہ کی صحت وعدم صحت کے لئے وہ بے مثال معیار قائم کئے کہ ان حضرات رح کا یہ عمل تاقیام قیامت امت اسلامیہ پر بطور احسان عظیم وبارگرانمایہ رہے گا) کو معاذاللہ مشرک گردانوگے کہ انہوں نے یہ ساری احادیث اور ان کی تشریحات شرک کے پھیلانے کے لئے مرتّب فرمائیں ؟

یاان خارجی ومماتی گویوں کی احمقانہ تاویلات سے اجتناب وعدم تعلقی قائم کرکے اپنے ایمان اوراعمال کو محبتِ نبوّت واعتمادعلی السلف سے مزین کروگے۔

فیصلہ خود کرلو

نوٹ :۔ اگریہ جمیع احادیث اوران کی تشریحات غلط اور موضوع ہیں تو ذریتِ مماتیت کا کوئی ایک چیلہ صرف ایک صحیح تو درکنار ضعیف حدیث اوراس کی ضعیف تشریح اپنے فاسد عقیدہ کے اثبات میں صراحتاً پیش کردے۔

دیدہ باید

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے بارے میں
علماءِ اسلام کا نظریہ

برادرانِ اسلام! قبل ازیں آیات قرآنیہ اور حضرات مفسرینؒ کی توضیحات نیز احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور حضرات محدثین و شراح حدیث کی تشریحات بالاختصار رقم کی جاچکی ہیں۔

چنانچہ اس باب میں جمہور سلف صالحینؒ کی تحقیقات واعتقادات کو بالایجاز بیان کیا جاتا ہے۔

[ا] امام دارالہجرۃ امام مالکؒ سے منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ

"میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی۔"

امام مالکؒ کے مقلدین میں سے ابن رُشدؒ اس کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ زیارت قبر کا لفظ عام موتیٰ کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ (پھر فرماتے ہیں)

"وھو صلے اللہ علیہ وسلم احیاہ اللہ تعالیٰ بعد موتہٖ حیاۃً تامّۃً واستمرت تلک الحیوٰۃ وھی مستمرۃ فی المستقبل ولیس ھٰذا خاصۃ بہٖ صلے اللہ علیہ وسلم بل یشارکہ الانبیاء

علیھم السلام فھو حی بالحیاۃ الکاملۃ مع الاستغناء عن الغذاء الحسّی الدنیوی۔"

(نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن ص۱۴۲ از مولانا عبدالحلیم فرنگی محل، وفاء الوفاء ص۴۱۳ ج ۲ طبع مصر)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریفہ کے بعد اب حیات تامّہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی یہ صرف آپؐ کا خاصہ نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اس وصف میں آپؐ کے ساتھ شریک ہیں پس آپؐ غذائے حسِ دنیوی سے استغناء کے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔

۲ امام سُبکیؒ المتوفی ۷۵۶ھ فرماتے ہیں:۔

عُندنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حیّ یحس ویعلم ویعرض علیہ اعمال الامّۃ ویبلغ الصلوٰۃ والسلام۔"

(طبقات شافعیہ ص۲۸۲ ج ۶)

کہ ہم شافعیہ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپؐ میں احساس وشعور موجود ہے۔ آپؐ پر اُمّت کے اعمال بھی پیش کئے جاتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام بھی آپؐ کو پہنچایا جاتا ہے۔

---

۳ علّامہ جلال الدین سیوطیؒ (شافعی) المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:۔

حیاۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی قبرہٖ ھو وسائر الانبیاء علیھم السلام معلومۃ عندنا علما قطعیا لما

قام عندنا من الادلة فی ذالك و تواترت به الاخبار الدالة علیٰ ذالك۔" (انباء الاذکیاء ص۲، فتویٰ امام سیوطیؒ ص۱۴۷ ج۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے کیونکہ اس پہ ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔

---

۴ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (شافعی) المتوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں :۔

"ان حیاته صلے الله علیه وسلم فی القبر لا یعقبها موت بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورهم۔"

(فتح الباری شرح بخاری ص۲۲ ج۷، طبع مصر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں زندگی ایسی ہے جس پر پھر موت وارد نہیں ہوگی بلکہ آپؐ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

---

۵ "قال ابن عقیل من الحنابله هو صلے الله علیه وسلم حی فی قبره یصلی۔" (الروضة البهیة ص۱۴)

حنابلہ کے مشہور بزرگ ابن عقیلؒ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔

۶ علامہ ابن تیمیہؒ (حنبلی) المتوفی ۷۲۸ھ فرماتے ہیں :-

"ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل لحوم الانبیاء علیہم السلام فاخبر انہ یسمع الصلوٰۃ والسلام من القریب وانہ یبلغ ذالک من البعید۔"

(مناسک الحج ص۸۴ طبع دہلی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کا گوشت کھائے پس آپؐ نے خبر دی ہے کہ آپؐ قریب سے صلوٰۃ وسلام خود سنتے ہیں۔ اور دور سے آپؐ کو پہنچایا جاتا ہے۔

---

۷ حافظ ابن قیمؒ (حنبلی) المتوفی ۷۵۱ھ فرماتے ہیں :-

"قد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الارض لا تأکل اجساد الانبیاء علیہم السلام ---- الیٰ غیر ذالک مما یحصل من جملتہ القطع بان موت الانبیاءؑ انما ھو راجع الیٰ ان غیبوا عنا بحیث لا ندرکھم وان کانوا موجودین احیاء۔" (کتاب الروح ص۴۳)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ زمین انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو نہیں کھاتی ایسے دلائل سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی موت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح غائب کر لئے گئے ہیں کہ ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے ورنہ وہ تو موجود اور زندہ ہیں۔

۸ علّامہ داؤد بن سلیمان البغدادیؒ فرماتے ہیں :۔

"والحاصل ان حیاۃ الانبیاء علیہم السلام ثابتۃ بالاجماع" (المنحۃ الوہبیۃ ص۶)

حاصل یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات بالاجماع ثابت ہے۔

---

۹ امام عبدالوہاب شعرانیؒ المتوفی ۹۷۳ھ فرماتے ہیں :۔

"قد صحت الاحادیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلی باذان واقامۃ" (منح المنۃ ص۹۲ طبع مصر)

بلاشبہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

---

۱۰ حضرت ملّا علی القاری الحنفیؒ المتوفی ۱۰۱۴ھ رقم فرماتے ہیں :۔

"المعتقد المعتمد انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم" (شرح شفا ص۱۳۲ ج ۲ طبع مصر)

قابل اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں (زندہ) ہیں۔

مزید فرماتے ہیں :۔

"ان الانبیاء احیاء فی قبورھم فیمکن لھم سماع صلوٰۃ من صلی علیھم" (مرقاۃ ص۲۰۹ ج ۲)

بے شک انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے

ہیں یہاں تک کہ وہ سن سکتے ہیں اس شخص کے درود و سلام کو جو اُن پر پڑھے۔

---

11 محدث کبیر علامہ سخاویؒ المتوفی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں :-

نحن نؤمن و نصدق بانہ صلے اللہ علیہ وسلم حی یرزق فی قبرہ ان جسدہ الشریف لاتاکلہ الارض والاجماع علیٰ ھٰذا

(القول البدیع ص۱۲۵)

ہمارا ایمان ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں آپؐ کو وہاں رزق بھی ملتا ہے اور آپؐ کے جسد اطہر کو مٹی نہیں کھاتی اور اس عقیدہ پر اہلِ حق کا اجماع ہے۔

---

12 شیخ الاسلام علامہ عینیؒ شارح بخاری المتوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں :-

"من انکر الحیوٰۃ فی القبر وھم المعتزلۃ"

(عینی علی البخاری ص۱۰۶ ج۷)

جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی حیات کا انکار کیا وہ معتزلہ ہیں۔

مزید فرماتے ہیں :-

"انھم لا یموتون فی قبورھم بل ھم احیاء"

(عینی شرح بخاری ص۱۰۶ ج۷)

یقیناً انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبور شریفہ میں مردہ نہیں ہوتے

بلکہ وہ وہاں زندہ ہوتے ہیں۔

---

۱۳ علامہ شرنبلالیؒ الحنفی نورالایضاح میں فرماتے ہیں:۔
(یہ کتاب دارالعلوم دیوبند کے نصاب تعلیم میں داخل ہے)

"و لما ھو مقرر عند المحققین انہ صلے اللہ علیہ وسلم حی یرزق متمتع بجمیع الملاذ و العبادات غیر انہ احجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات۔" (نورالایضاح ص۱۷۷)

محققین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، آپؐ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادات سے آپؐ لذت بھی اٹھاتے ہیں، ہاں اتنی بات ہے کہ وہ نگاہوں سے پردے میں ہیں جو ان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔

---

۱۴ نیز مراقی الفلاح میں ہے:۔

"ینبغی لمن قصد زیارۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یکثر الصلوٰۃ علیہ فانہ صلے اللہ علیہ وسلم یسمعھا و تبلغ الیہ۔" (ص۴۰۵ طبع مصر)

جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے لئے آئے اُسے چاہیئے کہ کثرت سے درود عرض کرے کیونکہ آپؐ اسے خود سماعت فرما رہے ہوتے ہیں اور (دور سے) آپؐ کو پہنچایا جاتا ہے۔

۱۵ طحطاوی میں ہے :۔

(فانہ یسمعہا) ای اذا کانت بالقرب منہ صلے اللہ علیہ وسلم (وتبلغ الیہ) ای یبلغہا الملک اذا کان المصلی بعیداً

(طحطاوی ص۴۰۵ طبع مصر)

آپؐ صلوٰۃ وسلام اس وقت خود سنتے ہیں جب قریب سے عرض کیا جارہا ہو اور فرشتے اس وقت پہنچاتے ہیں جب یہ دور سے پڑھا جارہا ہو۔

---

۱۶ محقق علی الاطلاق حافظ ابن ہمام الحنفیؒ المتوفی ۸۶۱ھ شارح ہدایہ فرماتے ہیں :۔

"ثم ینصرف متباکیا متحسرا علی الفراق الحضرۃ النبویۃ والقرب منہا ۔۔۔۔ ثم یسئل النبی صلے اللہ علیہ وسلم الشفاعۃ فیقول یارسول اللہ اسئلک الشفاعۃ یارسول اللہ اسئلک الشفاعۃ واتوسل بک الی اللہ" (فتح القدیر ص۳۳۹ ج ۲ طبع مصر)

پھر روتا ہوا اور آپؐ کے قرب اقدس سے جدا ہونے کا غم ساتھ لیے ہوئے واپس ہو ۔۔۔۔ پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا سوال کرے پس کہے اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ میں آپؐ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپؐ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں۔

---

۱۷ فتاویٰ عالمگیری میں (جس کو سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ المتوفی

۱۱۸۰ھ کے حکم سے تقریباً پانچ سو علماء کرام کی مستند جماعت نے مرتب کیا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضری اور اپنے معروضات پیش کرنے کے بعد اس کی بھی تصریح کی ہے۔

"ویبلغه سلام من اوصاه فیقول السلام علیك یا رسول اللہ من فلان ابن فلان یستشفع بك الی ربك فاشفع له ولجمیع المسلمین" (عالمگیری ص۲۸۲ ج ۱ طبع مصر)

جس شخص نے آپؐ کی خدمت میں سلام کہنے کی تاکید کی ہو آپؐ کو اس کا سلام بھی عرض کرے پس یوں کہے کہ یا رسول اللہؐ فلاں بن فلاں نے آپؐ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور وہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بناتا ہے۔ سو آپؐ اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے شفاعت کریں۔

---

۱۸ علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں :۔

"لان الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام احیاء فی قبورهم"

(شامی۔ باب المغنم وقسمتہ بعد قسمۃ الخمس ص۳۶۹)

کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو اپنی قبور شریفہ میں زندہ ہوتے ہیں۔

---

۱۹ علامہ شہاب الدین احمد الخفاجیؒ المتوفی ۱۰۶۹ھ فرماتے ہیں :۔

"لانه صلی اللہ علیه وسلم حی فی قبره یسمع دعاء زائره" (نسیم الریاض ص۳۹۸ ج ۳)

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنے زیارت کرنے والے کی دعا (صلوٰۃ وسلام) سنتے ہیں۔

---

[۳۰] قاضی شوکانی یمنیؒ فرماتے ہیں:۔

"وروحہ صلے اللہ علیہ وسلم لاتفارقہ لما صح ان الانبیاء احیاء فی قبورھم" (تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین للشوکانیؒ ص۲۸)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اپنے جسد اطہر سے جدا نہیں ہوتی کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور شریفہ میں زندہ ہوتے ہیں۔

---

[۲۱] شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ لکھتے ہیں:۔

"والذی نعتقد ان رتبتہ نبینا صلے اللہ علیہ وسلم اعلیٰ مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ حی فی قبرہٖ حیوٰۃ مستقرۃ ابلغ من حیاۃ الشھداء المنصوص علیھا فی التنزیل اذا ھو افضل منھم بلاریب وانہ صلے اللہ علیہ وسلم تسمع من یسلم علیہ"

(اتحاف النبلاء ص۱۵ مطبوعہ کانپور)

ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ہے اور یہ کہ آپؐ اپنی قبر شریف میں دائمی طور پر زندہ ہیں اور آپؐ کی یہ حیات شہدا کی حیات سے جو قرآن میں منصوص ہے، بہت بالاتر ہے۔ کیونکہ آپؐ اُن سے بلاریب افضل ہیں اور آپؐ اپنے روضہ اطہر میں سلام عرض کرنے والوں کا سلام خود سنتے ہیں۔

۲۲ علامہ محقق محمد عابد السندھیؒ استاذ حضرت شاہ عبد الغنی مجددیؒ فرماتے ہیں:۔

"اما ھو (ای الانبیاء) فحیاتھم لاشك فیھا ولاخلاف لاحد من العلماء فی ذالك فھو صلے اللہ علیہ وسلم حی علی الدوام"۔ (رسالہ مدینہ ص۲۲)

انبیاء علیہم السلام کی حیات میں کوئی شک نہیں ہے ا
کسی ایک کو اس میں اختلاف ہے پس آپؐ اب

---

۲۳ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

"حیات متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست"۔

(اشعۃ اللمعات ص۶۱۳ ج ۱)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ایک متفق علیہ اور اجماعی مسئلہ ہے کسی کا (اہلِ حق میں سے) اس میں اختلاف نہیں۔ (سوائے معتزلی وخارجی اور رافضی گروہوں کے۔ ابن حبیب)

---

۲۴ نواب قطب الدین صاحب دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

"زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں"۔

یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے۔ (مظاہر حق ص۴۴۵ ج ۱)

۲۵ حضرت مولانا میاں نذیر حسین صاحب دہلوی ؒ (اہلحدیث) فرماتے ہیں :-

"اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دُور سے پہنچایا جاتا ہوں۔"

(فتاویٰ نذیریہ صـ۵۵ ج ۲ ضمیمہ)

برادرانِ اسلام

آپ نے قرآن کریم کی آیات واحادیث نبویہ اور اہلسنت والجماعت کے شراحِ قرآن وسنّت کے استدلالات ونقد وجرح اور خلفاء راشدین رض اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تعامل اور کبار تابعین ؒ کے نظریات وحالات کو پڑھا نیز ائمۂ فقہ واجتہاد اور ان کے جبالِ علم تلامذہ ومتبعین ؒ کے عقائد کا مطالعہ کیا۔

جن میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روضۂ اقدس کی حیات مبارکہ وسماعِ صلوٰۃ وسلام کے عقیدہ صحیحہ کا بصراحت اعلان فرمایا۔

کیا یہ جمیع حضرات ؒ (معاذ اللہ) مشرک اور قرآن کریم اور حدیث نبوی کے صحیح مفہوم سے ناواقف تھے؟

(ذرا عقل سے کام لیں، ابن حبیب)

عقیدہ حیات النّبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور

علماء دیوبند کثّرھم اللہ تعالیٰ

برادرانِ اسلام! ۱۳۲۵ھ کے اوائل میں بعض حالات کی بنا پر علماء حرمین شریفین نے اکابر دیوبند سے براہ راست ۲۶ استفسارات کیئے اور ان حضرات کے عقائد و افکار کو اصول اہلسنت پر جانچنے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس وقت کے اکابر علماء دیوبندؒ نے اپنا مسلک پیش کیا اور اس پر اپنی مہریں ثبت فرما دیں۔ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (شارح ابی داؤد) نے انہیں لکھا اور حضرت شیخ الہندؒ، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ، حکیم الامت حضرت تھانویؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اور حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ جیسے سب بزرگوں نے اس پر تصدیقات تحریر فرمائیں۔ اور فقط اعتماداً نہیں بلکہ تحقیقاً سب جواب دیکھ کر چنانچہ مفتی اقلیم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

"رأیت الاجوبة کلها فوجدتها حقة صریحة"

(میں نے تمام جوابات خود دیکھے اور انہیں حقِ صریح پایا۔)

ان عقائد پر پھر مکہ معظّمہ، مدینہ منوّرہ، جامع ازہر (مصر) اور شام کے علمائے کبار (جن میں احناف، شوافع، موالک، حنابلہ مسالک اربعہ کے علماء سب شامل تھے) نے اس پر تصدیقات فرمائیں اور یہ المہنّد علی المفنّد نامی دستاویز عقائد علمائے دیوبند کے نام سے موسوم ہوئی۔

چنانچہ ان اسئلہ میں سے ایک سوال اور اس کا جواب بعینہٖ رقم کیا جاتا ہے جو کہ اس کتاب کے مقصد صحیح کا ترجمان حقیقی ہے۔ بعد ازاں علماء دیوبند کی تصریحات بالتوضیح رقم کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

السوال الخامس۔ ما قولکم فی حیٰوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ الشریف هل ذالك امر مخصوص به ام مثل سائر المسلمین رحمة الله علیهم حیٰوة برزخیة۔

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپؐ کو حاصل ہے یا تمام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

الجواب

عندنا و عند مشائخنا حضرت الرسالة صلی الله علیه وسلم حی فی قبرہٖ الشریف وحیٰوتہٗ صلی الله علیه وسلم دنیویة من غیر تکلّف وهی مختصة به صلی الله علیه وسلم وبجمیع

الانبیاء صلوات اللہ علیہم والشہداء لا برزخیۃ کما ھی
حاصلۃ لسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما نص علیہ
العلامۃ السیوطیؒ فی رسالۃ انباء الاذکیا بحیوٰۃ الانبیاء
حیث قال قال الشیخ تقی الدین سبکی حیوٰۃ الانبیاء و
الشہداء فی القبر کحیٰوتہم فی الدنیا و یشہد لہ صلوٰۃ
موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوٰۃ تستدعی جسدا
حیا الی اٰخر ما قال فثبت بہٰذا ان حیوتہ دنیویۃ برزخیۃ
لکونہا فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین
محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللہ سرہ
العزیز فی ہٰذا المبحث رسالۃ مستقلۃ دقیقۃ الماخذ
بدیعۃ المسلک لم یر مثلہا قد طبعت و شاعت فی
الناس و اسمہا آب حیات ای ماء الحیوٰۃ۔

(المہند علی المفند ص ۱۳، مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخؒ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپؐ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ اور برزخی نہیں ہے جو تمام مسلمانوں کو بلکہ تمام آدمیوں کو حاصل ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ انباء الاذکیا بحیوٰۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سُبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام

کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ کو چاہتی ہے الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنیٰ کر برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام آب حیات ہے۔

چنانچہ اس اجمالی واجماعی عبارت کے بعد تفصیلاً و توضیحاً اکابر علماء دیوبند سے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت کیا جاتا ہے۔

(۱) حجۃ اللہ علی العالمین مرکز دائرۃ التحقیق، قطب افلاک اسرار التشریع حضرت مولانا **محمد قاسم** نانوتویؒ رقم طراز ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام بالیقین قبر میں زندہ ہیں تو اس صورت میں آپؐ کی مِلک زائل ہونے ہی نہیں پائی جو وارثوں کی مِلک اس کے قائم مقام ہو۔ بلکہ جیسے ہم تم کہیں چلے جائیں یا چندے کسی گوشہ میں بیٹھ رہیں اور ہمارے لواحق وغیرہ ہماری اشیاء کو برتیں اور اس سے ہماری مِلک زائل نہیں ہوتی اور برتنے والے یا وارث مالک نہیں بن جاتے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی گوشۂ قبر میں پنہاں ہو گئے اور آپ بدستور اپنے اشیاء اموال کے مالک ـــــ کوئی اور مالک نہیں ہو گیا اور حدیث لا نورث ما ترکنا صدقۃ جو سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے اس حدیث کی لِم بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپؐ اب تک بقید حیات ہیں پر شیعہ

(رافضیت نواز نام نہاد توحیدی) نہ سمجھیں تو کیا کیجیئے۔"

(ہدایۃ الشیعہ ص۲۶۸ تا ۲۶۹ از حضرت نانوتویؒ)

● علاوہ ازیں حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں :-

" انبیائے کرامؑ کو انہیں اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔" (لطائف قاسمیہ ص۳)

● " اصل مضامین کی حقیقت تو اپنے نزدیک محقق ہوگئی یوں کوئی منکر نہ مانے تو وہ جانے۔ منکروں کا کام یہی ہے۔" (آب حیات ص۵)

● " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں ہیں۔ جیسے ان کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا ایسے ہی آپؐ کا مال بھی محل توریث نہیں۔"

(آبِ حیات ص۲)

● پھر فرماتے ہیں :-

" ارواح انبیاءؑ کو بدن سے علاقہ بدستور رہتا ہے۔ ہر اطراف و جوانب سے سمٹ آتی ہے۔" (جمال قاسمی)

---

② فخر المحدثین قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں :-

" ولان النبیّن صلوات اللّٰہ علیھم اجمعین لما کانوا احیاء فلا معنیٰ لتوریث الاحیاء منھم۔" (الکوکب الدری ص۳۳ ج۱)

چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں اس لئے ان کے آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

● پھر فرماتے ہیں :-
" آپؐ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں " نبی اللہ حی یرزق "
(ہدایۃ الشیعہ صـ۱۸ـ از حضرت گنگوہیؒ)

● پھر ارشاد فرمایا:-
" مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں "
(فتویٰ رشیدیہ صـ۹۹ ج ۱)

---

③ المہند کے سابقہ سوال کے جواب کے بارے میں شیخ الہند حضرت مولانا **محمود الحسنؒ** فرماتے ہیں:-
" ھو معتقدنا و معتقد مشائخنا جمیعاً لا ریب فیہ "
(المہند صـ۴۶ـ)
ہمارے اور ہمارے مشائخ کا یہی عقیدہ ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔

---

④ محدث کبیر حضرت مولانا **خلیل احمد** سہارنپوریؒ فرماتے ہیں:-
" ان نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہٖ کما ان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورھم ولا فرق بین ان یکون فوق الارض او تحت حجابھا کما لا فرق فی حضورہٖ وغیبتہٖ فی زمان حیاتہٖ ولھذا العلۃ لم یذھب الیہ احد من الائمۃ۔ (بذل المجہود شرح ابی داؤد صـ۱۱۷ ج ۲)

یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جیسے کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ زمین کے اُوپر دکھائی دیں یا پردۂ زمین میں آرام فرما ہوں (وہ زندہ یقیناً ہیں) جیساکہ آپؐ کی اس دنیا کی زندگی میں آپؐ کے حاضر ہونے یا غائب ہونے میں (زندہ ہونے کے اعتبار سے) کوئی فرق نہ تھا۔

● علاوہ ازیں تذکرۃ الخلیل میں ہے:۔

"آستانۂ محمدیہ پر حضرت کی عجیب کیفیت ہوتی تھی آواز نکالنا تو کیا مواجہ شریف کے قریب یا مقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے خوفزدہ، مؤدبانہ، دبے پاؤں آتے اور مجرم و قیدی کی طرح دور کھڑے ہوئے بکمال خشوع صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور چلے آتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیئے مسجد نبویؐ کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو حضرتؐ خود سنتے ہیں۔

(تذکرۃ الخلیل صفحہ ۳۰۶)

---

⑤ شیخ الاتقیاء حضرت شاہ عبد الرحیم رائے پوریؒ

فرماتے ہیں:۔

"جو کچھ اس رسالہ "المہند" میں لکھا ہے حق اور صحیح ہے اور کتابوں میں نص صریح کے ساتھ موجود ہے۔ یہی میرا عقیدہ ہے اور یہی میرے مشائخ کا عقیدہ تھا اللہ تعالیٰ ہمیں اس عقیدے کے ساتھ زندہ رکھے

اور اسی عقیدے پر ہمیں موت دے میں ہوں بندہ ضعیف عبدالرحیم عفی عنہ رائپوری" (المہند ص۴۸)

---

⑥ امام کبیر محدث شہیر حضرت علامہ شیخ **انور شاہ** کشمیریؒ شارح بخاری فرماتے ہیں :-

"یرید بقوله الانبیاء احیاء مجموع الاشخاص لا الارواح فقط" (تحیۃ الاسلام ص۳۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں کا مطلب یہ نہیں کہ فقط ان کی ارواح زندہ ہیں بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام روح و بدن کے مجموعے کے ساتھ زندہ ہیں۔

---

⑦ حکیم الامت حضرت مولانا **اشرف علی** تھانویؒ فرماتے ہیں:-

"حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسد کو کھا سکے"

پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

ف :- پس آپؐ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے۔ اور گو شہداء کے لئے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام میں ان سے اکمل واقویٰ

ہے۔ بیہقیؒ وغیرہ نے حدیث انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور یہ نماز تکلیفی نہیں بلکہ تلذّذ کے لئے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپؐ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے۔

(نشر الطیب ص۲۵۷ شائع کردہ ادارہ اشرفیہ لاہور)

● مزید فرماتے ہیں :-

"آپؐ بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں۔" (التکشف ص۲۴۶)

● مدینہ منورہ جانے والا ---- یوں کہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔"

(وعظ التبلیغ ۳۔ جمادی الاولی ۱۳۲۷ھ)

---

⑧ شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ **شبیر احمد** عثمانیؒ

شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں :-

"الانبیاء احیاء عند ربھم یرزقون۔" (فتح الملہم ص۳۳۰ ج ۱)

کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور انہیں ان کے رب کے ہاں سے رزق ملتا ہے۔

● پھر فرماتے ہیں :-

"ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم حی کما تقرر وانہ یصلی فی قبرہ باذانٍ واقامةٍ۔ (فتح الملہم ص۲۱۹ ج ۳)

بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپؐ اپنی قبر شریف میں اذان اور اقامت سے نمازیں پڑھتے ہیں۔

⑨ حضرت مولانا **احمد علی** صاحب سہارنپوریؒ الحنفی المتوفی ۱۲۹۷ھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

"ان حیاتہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یتعقبہا موت بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورھم" (ہامش بخاری ص۵۱۷ ج ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی بلکہ دوامی حیات آپؐ کو حاصل ہے۔ اور باقی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

---

⑩ شیخ الاسلام حضرت مولانا **حسین احمد** مدنیؒ فرماتے ہیں:۔

"مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرورِ کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپؐ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہیئے۔ آپؐ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے۔ اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص۱۱۹ ج ۱)

---

⑪ شیخ التفسیر حضرت مولانا **احمد علی** لاہوریؒ فرماتے ہیں:۔

"انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر کے بارے میں میرا وہی عقیدہ ہے جو اکابر علماء دیوبند کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی جسد عنصری سے زندہ ہیں جو اس دنیا میں تھا۔ وہ حیات باعتبار ابدان دنیوی۔ دنیوی بھی ہے اور باعتبار عالمِ برزخ برزخی بھی ہے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ابدان دنیوی کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہلسنت والجماعت کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔ ہمارے اکابر دیوبند نے اس پر مفصل اور مدلل ارشادات ثبت فرمائے ہیں۔

جہاں تک مجھے علم ہے یہ مسئلہ اکابر دیوبند میں بھی کبھی مختلف فیہ نہیں رہا میرے خیال میں ہر صاحبِ بصیرت اس عقیدہ حیات النبیؐ کا منکر نہیں ہو سکتا جن کی باطن کی آنکھیں کھلی ہیں ان کے نزدیک تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روضۂ اطہر کی حیات بدیہات میں سے ہے۔

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

(بحوالہ مقام حیات صـ۲۷ از علامہ خالد محمود صاحب مدظلہم العالیہ)

---

⑫ شیخ الحدیث حضرت مولانا **محمد ادریس** صاحب کاندھلویؒ فرماتے ہیں :۔

"تمام اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرامؑ کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عام مومنین بلکہ ارواحِ کفار کو بھی حاصل ہے"

(سیرۃ المصطفیٰ صـ۲۸۸ ج ۳، حیات نبویؐ صـ۱ مصنفہ مولانا کاندھلویؒ)

---

⑬ شیخ القرآن حضرت مولانا **غلام اللہ** خانؒ فرماتے ہیں :۔

"وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر

شریف) میں بتعلق رُوح حیات حاصل ہے۔ اور اسی حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپؐ صلوٰۃ و سلام سُنتے ہیں۔"

(بحوالہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء)

اس عبارت صحیحہ وحقہ پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ کے دستخط ہیں۔

افسوس آج کل کے رافضیت نواز توحیدی اس عبارت کی سماعت کے بعد فرماتے ہیں کہ

"حضرت خان صاحب آخری عمر میں مداہن اور مشرک ہو گئے تھے"

معاذاللہ ثم معاذاللہ ـــــ بریں عقل و دانش بباید گریست

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت خان صاحبؒ کا فتویٰ

"کتب فقہ حنفی اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ عند القبر بذاتِ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام سُنتے ہیں۔ سلف اہلسنت والجماعت میں اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ایسے عقیدہ والے کو کافر و مشرک کہنا بہت بڑی دلیری ہے۔ العیاذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ ایسی جسارت سے ہر ایک کو محفوظ رکھے اور سلفؒ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی ۲۲ صفر ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح لاشیٔ غلام اللہ ـــــ جواب درست ہے ناکارۂ خلائق غلام ربانی

(۱۴) استاذ العلماء سیّدی وسندی حضرت مولانا **حبیب اللہ** صاحب مدظلہ بانی جامعہ امدادیہ حبیب المدارس پاکی والی (علی پور) فرماتے ہیں:۔

"کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں اپنی مرقد اقدس ومضجع مطہر میں متصف بحیات جسمانی وابدی ہیں اور بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کے صلوٰۃ وسلام کو بنفسِ نفیس سماعت فرماکر جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ اور یہی عقیدہ صحیحہ جمیع اسلافِ اہل حق رحمہم اللہ کا رہا ہے اور یہی عقیدہ ہم متبعینِ اہلِ حق کا ہے جیسا کہ اس رسالہ میں بالتوضیح تحقیق ہوچکی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور مرتب عزیز کو اس عقیدہ صحیحہ پر تاحیات قائم رکھے اور اہلِ حق کی اتباعِ کامل عطا فرماکر اپنی رضا ورحمت سے نوازے۔ آمین ثم آمین

الاحقر حبیب اللہ عفی عنہ
خادم جامعہ امدادیہ پاکی والی
۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

(۱۵) شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا **محمد سرفراز خان** صفدر مدظلہم العالیہ کا فیصلہ کن بیان فرماتے ہیں:۔

"بلاخوف وتردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۴ھ تک اہلسنت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطے میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اوراسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف

میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپؐ عندالقبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی علم کلام کی ہو یا علم تصوّف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپؐ کی روح مبارک کا جسم اطہر کے ساتھ کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپؐ عندالقبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ من ادعی خلافہ فعلیہ البیان ولا یمکنہ ان شاءاللہ تعالیٰ الیٰ یوم البعث والجزاء والمیزان۔ (تسکین الصدور ص۲۸۲)

(جس کو اس کے خلاف دعویٰ ہو وہ دلیل لائے اور انشاءاللہ وقوعِ قیامت تک اس کے لئے اس کے خلاف دلیل لانا ناممکن ہے)

(۱۶) استاذی سیدی وسندی عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت مولانا سید **حامد میاں** صاحب رحمۃ اللہ علیہ ○ لاہور

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

میرا عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں وہی ہے جو اکابر دیوبند کا رہا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) ہمارے اکابر دیوبندؒ کے شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی معروف کتاب "فیوض الحرمین" سے ان کا عقیدہ واضح ہے۔

(۲) ان کے بعد شیخ الحدیث اوّل روح دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف "آبِ حیات" سے ان کا عقیدہ واضح ہے۔

③ مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کا عقیدہ ان کی کتاب "زُبدۃ المناسک" سے واضح ہے۔ یہ سب بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حیات کے قائل تھے جسے دنیوی برزخی کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے (اور جو کچھ کلمات خطاب و توسل زبدۃ المناسک میں حضرت گنگوہیؒ نے غور فرمائے ہیں وہ شارح ہدایہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں لکھے ہیں۔

ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۲، ص ۳۳۶

المقصد الثالث فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

④ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ۱۳۲۵ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور شارح ابوداؤد و مہاجر مدینہ منورہ رحمۃ اللہ علیہما نے المہند میں تحریر فرمایا ہے:۔

السوال :۔ ما قولکم فی حیوۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی قبرہ الشریف ھل ذالک امر مخصوص بہ ام مثل سائر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہم حیوتہ برزخیہ۔

الجواب :۔ عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ فی قبرہ الشریف وحیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات اللہ علیہم والشھداء لا برزخیۃ کما ھی حاصلۃ بسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما

علیہ العلامۃ السیوطیؒ فی رسالتہ "انباء الاذکیاء بحیوٰۃ الانبیاء" حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیوٰۃ الانبیاء والشھداء فی القبر کحیاتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلوٰۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوٰۃ تستدعی جسداً حیاً الیٰ اٰخر ما قال فثبت بھذا ان حیوٰتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللہ سرہ العزیز فی ھذہ المبحث رسالۃ مستقلۃ دقیقۃ الماخذ بدایۃ المسلک لم یر مثلھا قد طبعت وشاعت فی الناس واسمھا "اٰب حیات" ای "ماء الحیات"۔

از عقائد علمائے دیوبند "(المہند) ص ۲۲۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

جس کا ترجمہ یہ ہے :۔

سوال :۔ آپ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کیا فرماتے ہیں کیا آپ کو کوئی خاص حیات حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

جواب :۔ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے (یعنی آپ باشعور ہیں) البتہ دنیا میں جس طرح مکلف تھے اب مکلف نہیں ہیں۔ اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ حیات کی یہ قسم محض برزخی نہیں

ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور برزخی ہے کیونکہ یہ عالم برزخ میں جاری اور حاصل ہے۔ اور ہمارے شیخ حضرت محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے جس کا ماخذ نہایت دقیق ہے اور وہ انوکھے طرز کا بے مثل ہے جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام "آبِ حیات" ہے۔



المہند کے مندرجات کی صحت پر علماء حرمین بلکہ دنیا بھر کے اساطین امت کے دستخط ہیں اور اس کے مضامین کی تصدیقات و تقاریظ تحریر ہیں۔ سب سے پہلے دستخط حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب اسیر مالٹا خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب و جانشین حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ قبورہم کے ہیں۔ پھر حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کے تلمیذ خاص حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہی رحمۃ اللہ علیہ کے اور حضرت مفتی عزیز الرحمنؒ مفتی دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، مولانا حکیم محمد حسن صاحب دیوبندیؒ برادر حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ وغیرہم علماء بلادِ ہند کی تصدیقات درج ہیں پھر علماء مکہ مکرمہ کی تصدیقات ہیں۔ پھر علماء ومفتیانِ کرام مدینہ منورہ

کی طویل تحریرات و تصدیقات ہیں اور علماء شامؒ میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے محمد ابوالخیر ابن عابدینؒ کی تصدیق بھی ہے اور دیگر علماء شام کی بھی، جامع ازہر اور مصری علماء کی بھی۔ یہ سب المہند میں ہے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔

⑤ ان حضرات کے بعد استاذنا المحترم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد المدنی نور اللہ مرقدہٗ جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں ایک ثلث صدی درسِ حدیث دیا۔ اپنی کتاب "نقشِ حیات" میں یہ مضمون تحریر فرماتے ہیں:۔

"(علماء دیوبندؒ) وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے مثبت ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔ رسالہ آبِ حیات نہایت مبسوط رسالہ خاص اسی مسئلہ کے لئے لکھا گیا ہے نیز ہدیۃ الشیعہ، اجوبۂ اربعین حصّہ دوم اور دیگر رسائل مطبوعہ مصنفہ حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہٗ العزیز اس مضمون سے بھرے ہوئے ہیں۔" (نقشِ حیات ج ۱ ص ۱۰۳)

غرض اکابر دیوبندؒ کا جو اہلسنت والجماعت حنفی ہیں سب کا یہی عقیدہ چلا آرہا ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے۔

⑥ جناب شیخ محمد بن عبدالوہاب النجدیؒ کے صاحبزادے جناب شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہابؒ لکھتے ہیں:۔

والذی نعتقدہ ان رتبۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ

وسلم اعلی مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ حی فی
قبرہ حیاۃ برزخیہ ابلغ من حیاۃ الشہداء المنصوص
علیھا فی التنزیل اذ ھو افضل منھم بلاریب وانہ یسمع
سلام المسلم علیہ۔ (رسالۃ الشیخ عبداللہ ص ۴۱)

ترجمہ :۔ اور جو ہم اعتقاد رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ترین رتبہ ہے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبر مبارک میں برزخی حیات حاصل ہے جو شہداء کی حیات سے بڑھ کر ہے جس کو قرآن پاک میں بیان فرمایا گیا ہے کیونکہ آپ شہداء سے بلاشبہ افضل ہیں اور یہ عقیدہ ہے کہ آپ سلام کرنے والے کا سلام سنتے ہیں۔ (رسالہ شیخ عبداللہ ؒ ص ۴۱)

شیخ عبداللہ ؒ نے ابلغ من حیاۃ الشہداء کا جملہ استعمال کیا ہے جیسے کہ سمجھانے کے لئے المہند وغیرہ میں بھی حیات دنیویہ کے الفاظ لکھے گئے ہیں۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہم نے اپنے ایک مضمون میں اس رسالہ کے اقتباسات دیئے ہیں۔ پھر یہ مضمون دارالعلوم دیوبند کے پندرہ روزہ عربی رسالہ الداعی میں بالاقساط شائع ہوا۔ مذکورہ بالا عبارت الداعی ۲۵ جنوری ۱۹۷۸ء کے شمارہ سے لی گئی ہے۔

بہر حال یہی وہ مسلک ہے جس پر علماء امت کا اتفاق چلا آرہا ہے۔

نوٹ :۔ یہ امر بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ ابن تیمیہ ؒ علی الاطلاق سماع موتیٰ کے قائل تھے اور انتقال یا دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے سے بھی منع

نہ کرتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

وقد ثبت فی الصحیحین ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لقنوا موتاکم لآ الہ الا اللہ فتلقین المیت سنۃ ماموٗ بھا وقد ثبت ان المقبور یسأل ویمتحن وانہ یومر بالدعاء لہ فلھذا قیل ان التلقین ینفعہ فان المیت یسمع الندآء کما ثبت فی الصحیح عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال انہ لیسمع قرع نعالھم وانہ قال ما انتم باسمع لما اقول منھم و انہ امرنا بالسلام علے الموتٰے فقال ما من رجل یمر بقبر الرجل کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم الا رد اللہ علیہ روحہ حتیٰ یرد علیہ السلام۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۸۹)

ترجمہ:۔ بخاری اور مسلم شریف میں یہ حدیث صحیح آئی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مُردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔ لہٰذا میت کی تلقین سنّت ہے جس کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ قبر میں تدفین کے بعد میّت سے سوال ہوتا ہے۔ اس کا امتحان ہوتا ہے اور یہ کہ اس کے لئے دعا کے واسطے کہنا چاہیئے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ تلقین میّت کو فائدہ پہنچاتی ہے کیونکہ میّت آواز سنتا ہے۔ جیسا کہ صحیح روایت (بخاری) میں آیا ہے کہ وہ بلاشبہ ان کے جوتوں کی چاپ (اپنی قبر میں سے) سنتا ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں جو کچھ اِن (بدر میں تین روز قبل ویران کنوئیں میں ڈالے گئے مقتول کافروں) سے کہہ رہا ہوں وہ تم ان سے

زیادہ نہیں سن رہے۔ اور آپنے ہمیں مُردوں کو سلام کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی آدمی کسی قبر کے پاس سے گذرتا ہے جبکہ وہ اسے دنیا میں جانتا تھا اور وہ اسے (صاحبِ قبر کو) سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ (قبر میں) اس پر اس کی روح کو لوٹا دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۷۹)

لیکن ابن تیمیہؒ سماعِ موتیٰ کے اس حد تک قائل ہیں جتنا حدیث شریف میں بتلایا گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ

کتبہٗ

حامد میاں

۱۴۰۰ھ

۲۳ ر ذی الحجہ

۲ ر نومبر ۱۹۸۰ء

یکشنبہ

② عبدالحمید غفرلہ مدرس جامعہ مدنیہ لاہور و فاضل دارالعلوم دیوبند

③ محمد کریم اللہ غفرلہ مدرس جامعہ مدنیہ و فاضل دارالعلوم دیوبند

④ عبدالرشید عفی عنہ مدرس جامعہ مدنیہ

⑤ ظہورالحق غفرلہ مدرس جامعہ مدنیہ

⑰ حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبندؒ کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدانِ مقدسہ بعینہٖ محفوظ ہیں اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالمِ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیاتِ دنیوی کے مماثل ہے۔

فرق صرف یہ ہے کہ احکامِ شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جائے بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہلِ سنّت والجماعت کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبندؒ کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف

حیاتِ انبیاء" پر "آبِ حیات" کے نام سے موجود ہے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رح جو حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ المہنّد علی المفنّد بھی اہلِ انصاف اور اہلِ بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

تصدیقات

(۱) مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ
مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی

(۲) مولانا عبد الحق عفی عنہ
حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۳) مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہ
سابق ناظم محکمہ امور

(۴) مولانا ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ
شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار سندھ

(۵) مولانا شمس الحق عفا اللہ عنہ
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

(٦) مولانا محمد ادریس کان اللہ لہٗ
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

(۷) مولانا مفتی محمد حسن
مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

(۸) مولانا محمد رسول خاں عفا اللہ عنہ
جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

(۹) مولانا مفتی محمد شفیع عفا اللہ عنہ
مہتمم دار العلوم کراچی

(۱۰) مولانا احمد علی عفی عنہ
امیر نظام العلماء و امیر خدام الدین لاہور

تلک عشرۃ کاملۃ ○ بحوالہ۔ ضرب المہنّد علی القول المسدّد ○ مؤلفہ۔ حافظ حبیب اللہ ڈیروی

(۱۸) شیخ المشائخ حضرت مولانا میاں مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین درگاہ عالیہ دین پور شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ!

زیرِ نظر کتاب (تسکین الاتقیاء فی حیاۃ الانبیاء) پروفیسر مولوی محمد مکی صاحب کی قابلِ قدر تالیف ہے۔ جس میں موصوف نے دورِ حاضر کے ایک خطرناک فتنے

کے خلاف قلم اٹھایا ہے اور امت مسلمہ بالعموم اور حاملان مسلک دیوبند کو بالخصوص اِس فتنہ سے خبردار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ پاک موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائیں (آمین)۔

اگرچہ ہمارے اکابرین دیگر فتن کی طرح اس فتنہ سے بھی کبھی بےخبر نہیں رہے اور ان صاحب بصیرت حضرات نے اس وقت اس خبیث فتنہ سے خبردار کیا جب یہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ حضرت اقدس ثانی (حضرت مولانا عبدالہادی صاحبؒ) فرمایا کرتے تھے کہ تقسیم ہند سے پہلے حضرت اوّل (حضرت خواجہ غلام محمد صاحب دینپوریؒ) نے خانپور میں ایک جلسہ کا اہتمام فرمایا تھا جس میں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ نے حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے اس مسئلہ کو پورے شرح و بسط کے ساتھ واضح فرمایا اور اس فتنہ کے مضمرات سے آگاہ فرمایا اور خود حضرت اقدس ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں تقسیم ہند کے بعد جب اس نامبارک فتنہ کے بداثرات کو نمایاں ملاحظہ فرمایا تو اپنے متعلقین کے حلقہ میں دورہ فرما کر اس فتنہ کے بارے میں نہ صرف آگاہ فرمایا بلکہ ایک مقامی مدرسہ کے بارے میں جس کے کارپردازان کے اذہان اس فتنے سے مسموم ہو چکے تھے اپنے متعلقین کو منع فرمایا کہ اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں تعلیم نہ دلوائیں۔ چند لوگوں نے حضرتؒ کے اس مشورہ کو نہ مانا لیکن کچھ عرصہ گزرنے پر جب اس عدم قبول کے بداثرات سامنے آئے تو انہوں نے حضرت اقدسؒ کے موقف کو درست تسلیم کیا مگر اس وقت تک ان لوگوں کی اولاد صاحب مدرسہ، مہتمم اور مدرس بن کر اس فتنہ انکار حیات النبیؐ کی تخم ریزی کر رہی تھی اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنی ہوئی تھی اور یہ فتنہ اس لحاظ سے مسلک دیوبند رکھنے والوں کے لئے زیادہ مہلک ہے کہ فتنہ پرداز خود کو دیوبندی کہتے ہیں۔

حالانکہ حضرات دیوبند رحمہم اللہ جن پر ہمیں مکمل اعتماد ہے کا عقیدہ حضرت حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مولانا اسعد مدنی مدظلہ العالی تک اثبات حیات انبیاء علیہم السلام ہے نہ کہ انکار حیات۔

بحمداللہ اکابرین دین پور شریف سید العارفین حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس حضرت مولانا عبدالہادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا سراج احمد صاحب دین پوری مدظلہ العالی کا عقیدہ اس مسئلہ میں اثبات حیات تھا اور ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔

بفضلہ تعالیٰ فقیر بھی اپنے اکابرؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس مسئلہ میں اثبات حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہے۔ اور فقیر کی تمام امت مسلمہ اور بالخصوص اپنے متعلقین سے درخواست ہے کہ عقائد درست رکھیں خصوصاً اس مسئلہ میں انکار حیات کا عقیدہ خدانخواستہ اختیار کر کے اپنے شجر ایمان کو بے ثمر نہ کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

از طرف بندہ ناچیز

مسعود احمد درگاہ عالیہ دین پور شریف

۲۲ ر ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ

(۱۹) علماء دیوبند کا مسلک ۔ از مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی مدظلہ

(مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند)

علماء دیوبند کا یہ ایمان ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر اور افضل الانبیاءؑ ہیں مگر ساتھ ہی آپ کی بشریت کا بھی اقرار کرتے ہیں وہ آپ کے علو درجات ثابت کرنے کے لئے حدود عبدیت کو توڑ کر

حدودِ معبودیت میں پہنچا دینے سے کلی احتراز کرتے ہیں وہ آپ کی اطاعت کو فرضِ عین سمجھتے ہیں مگر آپ کی عبادت کو جائز نہیں سمجھتے۔ وہ برزخ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ جسمانی کے قائل ہیں مگر وہاں معاشرتِ دنیوی کے قائل نہیں وہ آپ کے علم عظیم کو ساری کائنات کے علم سے بدرجہا زیادہ جانتے ہیں پھر بھی اس کے ذاتی و محیط ہونے کے قائل نہیں۔

(دارالعلوم دیوبند کا ترجمان ماہنامہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۹۹ء
بعنوان حرفِ آغاز "علماء دیوبند کا مسلک")

⑳ عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال اور اس کا جواب

از حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی مدینہ منورہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کا سوال نامہ موصول ہوا۔ تفصیلی معلومات کے لئے آپ میری کتاب "مرنے کے بعد کیا ہوگا" کا احوال برزخ مطالعہ فرمائیں۔ جن لوگوں کو شہرت مطلوب ہوتی ہے اور ان سے پہلے بڑے بڑے اکابر شہرت پا چکے ہوتے ہیں یہ لوگ کوئی نئی بات نیا عقیدہ تراشتے ہیں تاکہ ان کی بھی ایک جماعت بن جائے اور اس جماعت کے سربراہ اور قائد مشہور ہو جائیں۔ زمانہائے قدیم میں خوارج و معتزلہ اور ان جیسے بہت سے فرقے نکل چکے ہیں۔

مماتیوں کا فرقہ بھی اسی طرح کا ایک نیا فرقہ ہے یہ لوگ اپنی تحقیقات میں حضرات صحابہؓ سے بھی آگے نکل گئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ صحیحہ صریحہ کے بھی خلاف بولنے لگے گویا کہ ان کے نزدیک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بات نہیں بتائی تھی۔ ان کے سامنے جب کوئی آیت یا حدیث پیش کی جاتی ہے تو اپنے مسلک پر جمے رہنے کی وجہ سے اس میں تاویل کر دیتے ہیں جو تحریف کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ اپنے نکالے ہوئے عقیدہ پر جمنا اور قرآن و حدیث کو نہ ماننا پھر بھی ایمان کا دعویٰ کرنا یہ ان لوگوں کا عجیب حال ہے۔ جب ان کے سامنے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بعد الممات کی روایات پیش کی جاتی ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ان کا قبر سے کوئی تعلق نہیں برزخ سے ہے یہ ان لوگوں نے رد کرنے کا بہانہ نکالا ہے حالانکہ برزخ موت سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کے زمانہ کا نام ہے قبروں میں جو احوال گزرتے ہیں وہ بھی برزخ میں ہیں اور موت کے بعد جو دیگر حالات گذرتے ہیں وہ بھی برزخ میں ہیں۔

مماتی لوگ صحیح حدیث کے منکر ہیں۔ دیکھو صحیح مسلم ص۲۶۸ ج ۲ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (مررت علی قبر موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ) اس میں فی قبرہ کا لفظ واضح طور پر موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ مماتی لوگوں کو حدیث ماننا نہیں اپنے مسلک پر جمنا ہی ان کے نزدیک اصل دین ہے چونکہ مماتی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی قبروں والی بات کے قائل نہیں۔ اس لئے مدینہ منورہ حاضر ہوتے ہیں تو قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر سلام بھی نہیں پڑھتے یہ لوگ اپنی تحقیق میں صحابہ کرامؓ سے بھی آگے بڑھ گئے۔

حضرت امام محمدؒ نے اپنی موطا میں نقل فرمایا ہے کہ:۔

"حضرت ابن عمرؓ جب سفر کا ارادہ فرماتے یا سفر سے واپس آتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر آتے اور آپ پر درود پڑھ کر اور دعا کر کے واپس چلے جاتے اس کے بعد امام محمدؒ فرماتے ہیں (هكذا ينبغي ان يفعل اذا قدم المدينة ياتي قبر النبي صلى الله عليه وسلم) یعنی مدینہ منورہ میں حاضری دینے والے کو ایسا ہی کرنا چاہیئے کہ جب وہاں حاضر ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پہ آئے۔"

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البدیع" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بھی یہ عمل نقل کیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہو کر سلام پڑھا اور واپس چلے گئے قاضی عیاضؒ نے بھی الشفا میں اس کو نقل کیا ہے۔

حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو کیونکہ یہ دن مشہود ہے (جس کے معنی یہ ہیں) کہ اس میں فرشتوں کی آمد (بکثرت) ہوتی ہے (پھر ارشاد فرمایا کہ) بے شک تم میں سے جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود میرے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد کیا ہو گا ارشاد فرمایا کہ وفات کے بعد بھی درود پیش ہو گا کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ حرام فرما دیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو کھائے لہٰذا اللہ کا نبی زندہ رہتا ہے اور اس کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔

(رواہ ابن ماجۃ باسناد جید کما قال المنذری فی الترغیب)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے "اشعۃ اللمعات" شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے :۔

" وحیات انبیاء متفق علیہ است، ہیچ کس را در وے اختلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی نہ حیات معنوی روحانی "

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات کا ایسا مسئلہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں اور یہ حیات جسمانی ہے جیسا کہ دنیا میں تھی ان کی زندگی روحانی اور معنوی نہ سمجھی جائے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنے رسالہ "انباء الاذکیاء بحیوٰۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام" میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

" آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا قبروں میں زندہ ہونا ہمیں علم قطعی کے ساتھ معلوم ہے کیونکہ اس بارے میں دلائل قائم ہیں اور اخبار تواتر کے ساتھ پہنچی ہیں حضرت امام بیہقیؒ نے اس بارے میں مستقل رسالہ تالیف فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں "

جتنے بھی فرقے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرات اکابر اہل سنت کے مسلک کو چھوڑ کر نکلتے ہیں وہ کسی نہ کسی گمراہی میں ضرور مبتلا ہوتے ہیں اور (کل محدثۃ ضلالۃ) کے مصداق ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات فی القبور کے قائل نہیں وہ لوگ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور حضرات صحابہؓ کے بھی مخالف ہیں اور یہ لوگ دیوبندی بھی نہیں ہیں اگرچہ تقیہ کر کے دیوبندی بن کر چندے کرتے ہیں اور طلبہ تقیہ کر کے دیوبندی بن کر ان کے مدارس

ہیں داخلہ لیتے ہیں پھر چپکے چپکے اپنا خود تراشیدہ عقیدہ پھیلاتے ہیں اگرچہ ان لوگوں میں ایمان اور انصاف ہے تو واضح طور پہ اعلان کر دیں کہ ہم دیوبندی نہیں ہیں اور اکابر دیوبند کو بھی ان سے برات ظاہر کرنا لازم ہے۔

حضرت ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پہ آکر سلام پیش کرتے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو خطاب کر کے کہتے تھے کہ (السلام علی ابی بکرؓ اور السلام علیک یا ابتہؓ) مماتیوں کے نزدیک حضرت ابن عمرؓ گمراہ تھے۔

اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سنو۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴ کی آخری حدیث ملاحظہ کیجئے (وعن عائشۃؓ قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی واضع ثوبی واقول انما ھو زوجی وابی فلمّا دفن عمرؓ معھم فواللہ مادخلتہ الاوانا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمرؓ)

(رواہ احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے جس گھر میں دفن ہیں اس میں (اپنے زائد) کپڑے رکھ کر چلی جاتی تھی اور دل میں کہتی تھی کہ میرے شوہر ہیں اور میرے والد ہیں۔ جب ان کے ساتھ حضرت عمرؓ بھی دفن کر دیئے گئے تو اللہ کی قسم میں اس گھر میں اس حال میں داخل ہوتی تھی کہ خوب اچھی طرح اپنے کپڑوں کو باندھ لیتی تھی اور یہ عمرؓ سے شرمانے کی وجہ سے کرتی تھی۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اگر حضرت

عائشہؓ زندہ نہ سمجھتیں اور یہ جانتی ہوتیں کہ مٹی میں مل کر خاک ہو گئے تو یہ سوچنے کی کیا ضرورت تھی میرے شوہر اور میرے باپ ہی تو ہیں اسی طرح اگر حضرت عمرؓ وہاں زندہ نہیں تھے تو شرمانے اور کپڑے لپیٹنے کی ضرورت کیا تھی؟ سب جانتے ہیں کہ احادیث شریفہ کی سب سے زیادہ روایت کرنے والے حضرت ابوہریرہؓ کے بعد حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ ہیں۔ یہ حضرات مماتیوں کے نزدیک قبر والی زندگی مان کر مشرک ہو گئے تو ان کی کوئی بھی روایت معتبر نہیں ہوئی۔ مماتی لوگ ان دونوں حضرات کی روایات سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور ان کی کسی بھی روایت سے استدلال نہ کریں۔

حضرت امام محمد بن الحسنؒ صاحب مؤطا بھی مقام اعتماد و اعتبار سے ساقط ہو گئے کیونکہ انہوں نے قبر شریف پر حضرت ابن عمرؓ کا سلام پیش کرنا نقل کیا ہے یاد رہے کہ امام محمدؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بہت بڑے معتمد شاگرد تھے فقہ حنفی انہی کا مرتب اور مدوّن کیا ہوا ہے۔

آپ نے سوال کیا ہے کہ تیرا کیا مسلک ہے؟ میرا کوئی نیا مسلک نہیں۔ میں علماء اہلسنت کے مسلک پر ہوں اور قبور میں حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی حیات کے منکرین کو گمراہ اور اہل سنت والجماعت سے خارج سمجھتا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد عاشق الٰہی عفا اللہ عنہ
المدینۃ المنوّرہ

ماخوذ از ماہنامہ حق چار یار، جون ۲۰۰۰ء
مدیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

آخری فیصلہ

فخر المحدثین والفقہاء حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:۔

"من ینکر حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ کان فواءدہ

فارغا من حبہ و عقلہ خالیا من لبہ" (اعلاء السنن ص۳۳۹ ج ۱۰)

جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی قبر شریف میں زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے اس کا دل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے فارغ ہے اور اس کی عقل بصیرت سے خالی ہے۔

آخری گذارش

برادرانِ اسلام! قبل ازیں رقم کردہ آیات قرآنیہ اور حضرات مفسرین اہلسنت کی توضیحات و احادیث مبارکہ اور حضرات محدثین کرام کی تصحیحات و تشریحات اور علماء متقدمین و متاخرین کی تحقیقات وارشادات سے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح کیا گیا ہے۔

لیکن فائدہ اسے پہنچے گا جس کا دل محبت و احترامِ نبوت سے مالا مال ہو گا۔ اور یہودیت و عیسائیت کی حرکات مذمومہ و اعتزال و رفض کی بدبو سے مصئون و محفوظ ہو گا۔ اور میدان محشر میں صاحبِ لواء الحمد و حوض کوثر کی شفاعت پر یقین کامل ہو گا۔

یاد رکھیئے! یہ رافضیت نوازی و اعتزال و خارجیت ذہنی اور اس کا افشاء صرف اور صرف اُن علماءِ حق کے گروہ کو تباہ و برباد کرنا اور انہیں افتراق و تشتت کا شکار کرنا ہے (جن کے اسلاف نے دین مصطفوی کے خلاف اٹھنے والے ہر بدتمیز سیلاب کا اسوۂ نبوت کو تھامتے ہوئے جواں مردی سے مقابلہ کیا)۔ تاکہ آئندہ کسی طوفان خبیث کے تقابل کی ان میں جرأت مفقود ہو جاوے لیکن اس عزم غلیظ

کو لے کر چلنے والے گو یہ یاد رکھیں کہ فیصلہ خداوندی ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ــ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

چنانچہ ہمارے اسلافؒ کی خدمات دینیہ سے دنیائے عرب وعجم متعارف ہے۔ کہ خدمت قرآن وحدیث و خدمت فقہ وسلوک اور خدمت ابلاغ دین میں انہوں نے کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اور دے رہے ہیں اور تاقیامت دیتے رہیں گے انشاء اللہ کہ اپنے تو اپنے غیر بھی انہیں حضرات کے بحر علم کی تری کے ذریعہ علمی دنیا میں زندگی حاصل کر رہے ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

برادرانِ اسلام!

خدارا قرآن وسنت کو اصحابِ نبوتؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ وجمہور علماء امت اسلامیہ کے عقائد وافکار کی روشنی میں سمجھو بصورت دیگر عدم اعتمادی وعدم ایمانی کی ایسی تاریک گھاٹی میں گر جاؤ گے جس سے پھر نکلنا محال ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ آمین

ابن حبیب عفی عنہ

ذریت مماتیت کو چیلنج

(۱) صرف ایک آیتِ قرآنیہ پر نشاندہی کریں جس میں بصراحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں مُردہ ہونے (معاذ اللہ) اور صلوٰۃ وسلام نہ سننے کا بیان ہو۔ یا اہلسنت والجماعت (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے کسی ایک مفسّر کا صریح حوالہ پیش کریں جس نے کسی آیت قرآنیہ سے اس نظریہ فاسدہ کا استنباط کیا ہو۔

(۲) صرف ایک حدیث صریح کا حوالہ پیش کریں یا کسی ایک سُنّی محدث نے کسی ایک حدیث سے صراحتاً اس نظریہ باطلہ کا استنباط کیا ہو بیان کریں۔

(۳) دَور نبویؐ سے لے کر ۱۳۷۰ھ تک کے ادوار میں کسی ایک صحابیؓ، تابعیؒ، تبع تابعیؒ، امام مجتہدؒ، مفسّرؒ، محدّثؒ، متکلّم، فقیہؒ وصاحبِ تصوّفؒ کا صرف ایک قولِ صریح پیش کر دیں جس میں اس نے آپ لوگوں کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) روضہ اطہر میں مردہ اور بے جان کہا ہو اور حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام نہ سُننے والے ثابت کیا ہو۔

دیدہ باید

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار اُن سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

خوشخبری

برادرانِ اسلام!

زیرِ نظر عریضہ کے علاوہ مذہب اسلام وشعائر دینیہ کے تحفظ کے سلسلہ میں عصمت انبیاء علیہم السلام، مقام وخصائص نبوتؐ، معیار حقانیتِ صحابہ کرامؓ، حجیت حدیث، اثبات عذاب القبر، علمائے حق کی علمی ودینی خدمات وعقائد صحیحہ ورد روافض ومعتزلہ کے متنوع موضوعات پر ہماری زیرِ طبع کتب کا انتظار فرماویں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیع فتن سے مامون ومصون فرماوے
آمین ثم آمین

ابن حبیب عفی عنہ